THE BALANCE OF RELIGION.

میزان الدین

یا

دھرم تُلا

پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی انارکلی لاہور

۱۹۳۷ء

۵۰۰

قیمت [illegible]

P. R. B. S. Lahore.

میزان الدین

یا

دھرم تُلا

پہلا حصہ

اے عزیزو اگر تم سے سوال کیا جائے۔ کہ کیا تم اپنے گناہوں کی معافی اور عاقبت بخیر ہونے کی کچھ فکر اور جستجو کرتے ہو تو بے تامل جواب دیتے ہو کہ ہاں ہم بدل و جان اس فکر میں مشغول رہتے ہیں۔ اگر فکر نہ کرتے تو یہ سب پوجا پاٹ۔ دھرم کرم۔ پُن دان۔ اشنان دھیان کیوں کیا کرتے ہیں؟ سچ ہے۔ کہ تمہارے ایسے کاموں سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ بلاشک تم کو عاقبت بخیر ہونے اور بہشت میں داخل پانے کی خواہش ہے۔ ایسی خواہش تمہارے لئے بہت ہی مناسب اور ضروری ہے۔ کیونکہ چند روز میں تم کو مرنا اور خدا کے حضور حاضر ہو کر جوابدہی کرنا ہے۔ کہ ایام زندگی میں تم نے کس قدر نیکی و بدی کی۔ اب یہ خیال کیا چاہئے۔ کہ خدا پاک اور راست ہے۔ اور ہم تم سب ناپاکی اور ناراستی سے معمور ہیں۔ پس گناہ آلودہ ہو کے ہم اُس کے حضور میں کیونکر جا سکیں۔ اس لئے ہر انسان پر فرض ہے۔ کہ اپنے ایام زندگی میں گناہ کی معافی پائے اور عاقبت بخیر ہونے کی تدبیر کرے۔ تا ایسا نہ ہو کہ روز عدالت قادر مطلق کے حضور شرمندہ اور سرافگندہ ہو۔

بات یہ ہے کہ شیطان کے ورغلانے سے سب انسانوں کے دل گمراہ ہو گئے ہیں کہ
دین و ایمان کا تذکرہ سُننا نہیں چاہتے ۔ اور اگر کبھی ذکر پیش بھی آئے تو اپنا دل پھیر لیتے ہیں ۔ اگر
ناچ رنگ یا قصہ کہانی یا روپیہ پیسے یا خوشامد کی بات کہو ۔ سب کے سب بگوش ہوش سُنتے
اور بہت خوش ہو کر جان و دل اسی اسی طرف لگاتے ہیں ۔ اگر خدا کی راہ پر چلنے کی اور دین کی
تحقیق کی نصیحت کریں ۔ تو دل برداشتہ ہو جاتے ہیں ۔

دوہا

سانچے کوئی نہ مانتے جھوٹے جگ پتیائے
گلی گلی گورس پھرے مدرا بیٹھ بکائے

وجہ یہ ہے ۔ کہ گناہ کے سبب سے انسانوں کی ذات اور خاصیت خراب ہو گئی اور سب کا دل
بدی کی طرف مائل ہو رہا ہے ۔ اس واسطے وہ بدی کی باتیں بولنے اور سُننے پر مائل ہوتے ہیں ۔
اور اُن کو بدی کے کام کرنا اور دیکھنا خوش آتا ہے ۔ ہاں تمام جہان کے انسان گرداب گناہ میں
غرق ہو گئے ۔ البتہ تھوڑے ایسے بھی ہیں ۔ کہ فی الحقیقت اس خرابی کی حالت سے نکلا چاہتے
لیکن اکثر انسان بے فکری اور بے خبری میں ہیں کہ اپنی نجات کی کچھ تلاش نہیں کرتے وہ تو صرف
اپنی خوراک و پوشاک کی فکر میں رہتے ہیں ۔ کہ ہم کیا کھائیں اور کیا پہنیں ۔ اور جب اس سے خاطر
جمع ہوئی ۔ تو بے خوف و خطر ہو کے آرام کرتے ہیں ۔ ایسے لوگ اپنے جسم کو پالتے پر اپنی رُوح کو
برباد کرتے ہیں ۔ جیسا کہ کوئی احمق کوئلے کو لے اور موتی کو جو قیمتی ہے پھینک دے ۔ جسم تو صرف
رُوح کا گھر ہے ۔ جو کوئی اپنی رُوح کی نجات سے بے خبر ہو کر اپنے جسم ہی کے لئے فکر کرتا ہے
وہ ایسے بیوقوف کی مانند ہے ۔ جو گھر کے مالک کو چھوڑ کر صرف گھر کی حفاظت کرتا ہے ۔ اور جو
کوئی اپنی جان بچانے اور نجات پانے کی تلاش میں رہتا سو حقیقت میں دانشمند ہے ۔ اس میں
کچھ شک و شبہ نہیں ۔

اب دریافت کیا چاہئے ۔ کہ انسان کس تدبیر کے وسیلے اپنے گناہوں سے خلاصی پائے اور نجات
کا وارث ہو جائے ۔ نجات پانے کی تدبیر تو بڑے غور و تامل سے کیا چاہئے ۔ ایسا نہ ہو کہ ہم بکار

افسوس کرنا اور ہاتھ ملنا اور نجات کی اُمید سے محروم رہنا ہو ۔ ذرا غور کرو کہ جب کبھی تم کسی کو غلام بنایا
چاہتے ہو تو پہلے اس کی چال ڈھال دریافت کرتے ہو کہ وہ قول و فعل سے درست ہے یا نہیں ۔
اور جب تمہارے دل کو کچھ شبہ نہیں رہتا تب دیتے ہو ۔ دیکھو اپنے مال کے بچانے کے
لئے تم بڑی کوشش کرتے ۔ پھر تمہاری رُوح کہ تمام دُنیا کی دولت سے بیش قیمت ہے ۔ کیا
اس کے بچانے کی فکر نہ کرو گے ؟ کیا ہر ایک کا کہنا بغیر آزمائے جلد مان لوگے اور ہر ایک کو بے تامل اپنا
مُرشد یا گرو مقرر کرو گے ؟ اگر ایسا کرو تو تمہاری رُوح کے ہلاک ہونے کا بڑا اندیشہ ہے ۔ کہ جہنم میں
پہنچے ۔ پھر رُوح کو کھو کر تو سب کچھ گنوایا اور کچھ ہاتھ نہ آیا ۔ خیر اب ہم تمہارے نجات پانے کے
وسیلے یعنی پُوجا پاٹ اور دھرم کرم کو جو کچھ کہ تم کرتے ہو اُن کو ترازوئے حق پر رکھتے ہیں ۔

تم لوگ مندروں اور اور جنگلوں میں لکڑی پتھر وغیرہ کی مورتی کو قائم کرکے پُوجا کرتے ہو ۔
اب دریافت کیا چاہئے ۔ کہ مورت کیا شئے ہے ۔ بڑھئی لکڑی کاٹ کر ایک ٹکڑے سے مُورت
بناتا ہے ۔ اور اس کے ہاتھ پاؤں ناک کان وغیرہ بھی بنا کر اور اس پر رنگ چڑھا کر کسی خریدار
کے ہاتھ فروخت کرتا ۔ پر اُسی لکڑی کے دُوسرے ٹکڑے سے بیلن چکلا یا اور کوئی چیز بناتا
ہے ۔ اور جو چھیلیں اس سے نکلتی ہیں ۔ اُسے اپنا کھانا پکانے یا تاپنے کے کام میں لاتا ہے ۔
اسی طرح سنگ تراش بھی ایک پتھر کے دو ٹکڑے کرکے ایک سے کرشن مہادیو یا کسی اور کی
مُورت تراشتا ہے ۔ اور دوسرے سے سل یا چکی وغیرہ بناتا ہے ۔ علیٰ ہٰذا القیاس ٹھٹھیرا
کبھی کسی کی مُورت اور سنار سونے چاندی کی صورت ڈھالتے اور تم آپ بھی اپنے ہاتھوں
سے مٹی کی مُورتیں بناتے ۔ اور اُن کو دیوی دیوتا سمجھ کر ستھاپن کرتے ۔ پھر جو سونے چاندی کی مُورتیں
ہوں تو اُن کو کوٹھڑی میں قفل لگا کے بحفاظت تمام رکھتے ہو ۔ کہ مبادا چور چُرا لے جائیں ۔ اے
پیارو کیا تم کو ذرا بھی عقل و تمیز نہیں ۔ کہ دریافت کر سکو کہ جس طرح گھر کا لوٹا ۔ بیلن چکلا وغیرہ جو
چیزیں ہیں ویسی ہی مُورتیں بھی صرف پیتل تانبے وغیرہ کی چیزیں ہیں ۔ سو کس لئے اُن کی پُوجا
کرتے ہو ۔ طرفہ یہ ہے کہ ان کی آنکھیں تو ہیں پر وہ دیکھ نہیں سکتیں ۔ اُن کے کان ہیں پر وہ
سُنتے نہیں ۔ اُن کے پاؤں ہیں پر وہ چلتی نہیں ۔ اُن کے ہاتھ ہیں پر وہ کچھ چھوتی نہیں ۔ اُن
کے پیٹ ہیں پر وہ کچھ کھاتی نہیں ۔ اُن کا گلا ہے پر وہ بول نہیں سکتیں ۔ چاہے اُن کو توڑ دیا جاوے

وہ کچھ نہیں جانتیں۔ وہ کاٹنے سے کٹتیں اور جلانے سے جل جاتیں۔ نہ اُن میں کچھ اور کسی طرح کی لیاقت ہے۔ ذرا غور کرو کہ ایسی بے جان چیزوں کی پُوجا تم ذی ہوش ہو کر کیوں کرتے ہو۔ تم یہ بھی جانو۔ کہ کاریگر اپنی کاریگری سے کہیں بڑا ہے۔ جو تم کاریگری کی پُوجا کرتے تھے۔ تو چاہئے تھا۔ کہ اُن کی یعنی بڑھئی۔ معمار، شنار اور سنگ تراش کی پُوجا کرتے۔ اُن کی کیوں نہیں کرتے۔ اے پیارو ذرا سوچو کہ خدا تمام دُنیا کا بانی ہے۔ اب کہو کہ کیا وہ کسی کاریگر کے ہاتھ سے بن سکتا ہے؟ ہرگز نہیں ❖

پرنتو یہ تم کہو کہ جب تک برہمن کی معرفت مُورت کی ستھاپنا نہ کی جائے۔ تب تک اُس کو دیوی دیوتا کرکے نہیں مانتے نہ اُس کی پُوجا کرتے ہیں۔ یہاں پر یہ سوال لازم آتا ہے۔ کہ برہمن کس طرح لکڑی پتھر۔ سونا۔ چاندی وغیرہ کو دیوتا بنا سکتے ہیں وہ بھی تو اَور انسانوں کی مانند ہیں۔ عیاش مغرور وغیرہ ہو کے گنہگار ٹھہرتے ہیں۔ تو کس طرح خدا اپنے گنہگار انسانوں کے قابو میں آئیگا۔ بات یہ ہے کہ برہمن دیگر انسانوں کے موافق کمزور اور لاچار ہیں۔ وہ کبھی لکڑی پتھر سے انسان تو کیا بلکہ جانور بھی بنا نہیں سکتے۔ پھر دیوی دیوتا کیونکر بنا سکینگے ❖

سوائے اِس کے جو مُورتیں تم لوگ بناتے ہو۔ سو اکثر بے ڈول اور بدصورت ہوتی ہیں مثلاً برہما کی مُورت جس کے چار مُنہ ہیں۔ اور گنیش کو دیکھو کہ اس کا ہاتھی کا سر اور بڑی توند ہے۔ اور دیوی پر نظر کرو وہ منہ کھولے زبان نکالے ایک ہاتھ میں کٹا ہوا سر لئے اور دوسرے ہاتھ پر خون سے بھرا ہوا کھپر اور مُردے کی چھاتی پر پیر رکھے ہوئے ایسی وحشت ناک معلوم ہوتی ہے۔ کہ گویا ہر وقت انسان کے مارنے اور اُس کا خون پینے کو تیار ہے۔ پھر مہادیو پر نگاہ کیجئے کہ تمام جسم پر مُردے کی خاک لگائے اور سانپ لپیٹا ہے۔ کھوپریوں کی مالا ڈالے مرگ کی کھال پہنے اور دھتُورا کھائے بھنگ اور دھتورہ پئے آنکھیں سُرخ کئے ہوئے بدصورت بنائے ہوئے بھوتوں کا حاکم بن بیٹھا ہے۔ پاس کے لنگ کی مُورت کو دیکھو اور اب کہو کیا ایسی شکلیں اور نفرتی چیزیں پوجنے کے لائق ہیں۔ ہرگز نہیں ❖

یہ تمثیل سُنو کہ تمہارا لڑکا بے وقوفی کے نشہ میں مدہوش ہو کر مٹی کی مُورت اپنے باپ کی صورت جا کر اُس سے کہے کہ تم میرے باپ ہو اور میری پرورش کرتے ہو۔ میں ہاتھ جوڑ کے

تمہاری تابعداری کرتا ہوں۔ بھلا جو لڑکا اپنے باپ کی بزرگی اور عزت اس مُورت کو دے تو تم لوگ بلاشک اس لڑکے کو بیوقوف سمجھو گے۔ اور کہو گے کہ ارے احمق تو ایک لکڑی یا مٹی کی مُورت کو اپنا باپ بناتا ہے۔ اب سُنو کہ خدا سارے بنی آدم کا پیدا کرنے والا بلکہ تمام دُنیا کا پروردگار ہے اور تم اُس کے فرزند ہو۔ پھر جو تم کوئی مُورت بنا کر یا جو اُس کو خدا کی بزرگی اور عزت اس کو دیتے ہو کیا یہ عقلمندی اور ہوشیاری کا کام ہے؟ ہرگز نہیں۔ کیونکہ وہ کہیگا کہ افسوس میرے فرزند تم مجھے چھوڑ کر مورتوں کی طرف پھر گئے ہو ❖

پرنتو یہ ہے کہ خدا اگوچر ہے۔ اُس کو کسی نے کبھی دیکھا اور نہ کوئی دیکھ سکتا ہے۔ اُس کی نہ صورت نہ مُورت ہے۔ اور سوائے اس کے خدا نے مُورت کو بنانا اور پُوجنا ونیکا منع کیا ہے۔ اس لئے جو کوئی بُت پرستی کرتا یا کرواتا ہے۔ سو بے شعور اور گنہگار ہے ❖

پھر ہم تم سے یہ سوال کرتے ہیں۔ کہ مُورت کی پُوجا سے تم کو کیا فائدہ حاصل ہوتا ہے؟ کیا کبھی کسی لکڑی پتھر کا پُتلا تمہارے دکھ اور گناہ کو دور کر سکتا اور تمہیں نجات دے سکتا ہے؟ کبھی نہیں۔ بیشک سچ ہے کہ بُت کی پرستش سے تمہارا گناہ بڑھتا جاتا اور تمہاری بیوقوفی زیادہ ہوتی جاتی ہے۔ تم آپ کہو کہ جس وقت تم یا تمہاری عورتیں دھیان کرکے مہادیو کے لنگ کی پُوجا کرتی ہیں۔ تو کیا اس سے اُن کے دل میں ناپاک خیال گذرتے کہ نہیں؟ ہمیں معلوم ہے کہ بہت لوگ کہتے ہیں کہ ہم پتھر لکڑی کی مورت ہی نہیں بلکہ اُس دیوتا کی جس کی یہ شکل ہے پُوجا کرتے ہیں۔ بھلا اب دریافت کیا چاہئے۔ کہ جن کو دیوی دیوتا اوتار کرکے مانتے ہو۔ اور اُنہیں کی مُورت بنا کر پوجتے ہو وہ پوجنے کے لائق ہیں یا نہیں ہم تمہارے گرنتھوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ جتنے تمہارے دیوی دیوتا اور اوتار ہیں وہ سب کے سب ہر طرح کی بدی اور بُرائی کے انتہا میں تھے۔ ان میں یہ لکھا ہے کہ برہما نے اپنی لڑکی سے حرامکاری کی اور کسی وقت میں جھوٹ بولا۔ اِسی سبب سے اُس کا ایک سر کاٹا گیا۔ ایسا ہی اِندر نے جان کر رشی کی عورت کے ساتھ زنا کیا۔ مہادیو نے بھی شیو پور گاؤں کی ایک برہمنی کے ساتھ بدکاری کی اور وہ ہمیشہ بھانگ اور دھتورہ پیا کرتا تھا۔ کرشن تو [illegible] وہ بھی مکھن چرایا کرتا اور گوپیوں کے ساتھ بدکاری میں مشغول رہتا تھا۔ رام

لنکا کو جا کر راون کو جو برہمن تھا قتل کیا۔ اور اس کے سوائے ہزاروں کو جان سے مارا لیکن کہاں تک تمہارے دیوی دیوتاؤں کے بُرے کاموں کا بیان کریں۔ تمہارے پُرانوں میں ان کی حالت بڑی طوالت سے لکھی ہے۔ اُن کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ کوئی بڑا کام تمہارے دیوی دیوتاؤں سے دیکھا۔ ان باتوں پر غور کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ سب کے سب گنہگار اور بدکردار تھے۔ اب کہو کہ گنہگار یا اُس کی مورت کی پوجا مناسب ہے یا نامناسب ۔

شاید تم لوگ کہو کہ سامرتھی کو دوش نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ تمہاری ہی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ تمہارے دیوتا سامرتھی نہیں تھے۔ جیسا کہ برہما نے اپنی لڑکی ہی سے حرامکاری کی اور بعض مہادیو نے پرائی عورتوں سے صحبت کی اور کرشن نے گوپیوں کے ساتھ۔ تب ظاہر ہوتا ہے۔ کہ ان عورتوں پر فریفتہ ہو کر بدخواہش کے قبضہ میں آ کے بے اختیار ہو گئے سو وہ بدخواہش میں پھنس کر سامرتھی نہ ٹھیرے اور عورتوں کے قابو میں آ کر آپ بے قابو ہو گئے۔ اور ان سے بچنے کی سامرتھ نہ رہی تو کس طرح ان کو سامرتھی کہنا چاہئے۔

دوہا

ابلا کے بس بدھ جو بھئی
تا سامرتھی کہے نہ کوئی

یہ بات سچ ہے۔ کہ رامچندر راون سے زور آور معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس نے لنکا کو جا کر ہزاروں کو قتل کیا۔ پر جو تمہاری کتابوں کی بات سچ ہو تو ہنومان سے رامچندر کمزور دکھائی دیتا ہے۔ کیونکہ ان میں لکھا ہے۔ کہ جب وہ لنکا کو گئے تو ہنومان سمندر کو پھاند گیا پر رام پھاند نہ سکا۔ اس لئے مجبوری سے اُسے پُل باندھنا پڑا۔ بھلا جو رامچندر ایسا کمزور اور ناطاقت تھا تو اُس کو سامرتھی نہ کہنا چاہئے۔

اس کے سوائے اپنے اوتاروں کی نسبت اور بھی جانو اور دریافت کرو کہ اگر وہ سب سچے بھی ہوں تو بھی ان سے تم کو کچھ فائدہ حاصل نہ ہوتا۔ کیونکہ تمہارے شاستر پرانوں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ مچھ۔ کچھ۔ نرسنگھ۔ رام۔ کرشن وغیرہ جتنے اوتار ہوئے ہیں۔ سب کے سب اپنے

مطلب کے واسطے آئے یا انہوں نے ایسے کام کئے کہ جن سے تم کو کچھ فائدہ منظور نہیں۔ دیکھو مچھ اوتار اس لئے ہوا۔ کہ چار ویدوں کو سمندر سے ڈھونڈ کر نکالے اس سے تمہارا کیا فائدہ۔ کچھ اور باراہ اوتار اس واسطے ہوئے کہ زمین کو جو ڈگمگاتی تھی تھامیں۔ کہو ان سے تم کو کیا حاصل ہے۔ نرسنگھ اوتار ہرناکشپ کا پیٹ پھاڑنے کو ہوا۔ غور کرو اس سے تمہاری کیا بہتری ہے۔ باون اوتار ہوا۔ کہ راجہ بل کو فریب دیوے اس سے تم کو کیا مطلب۔ پرس رام اوتار چھتریوں کو ہلاک کرنے کے واسطے ہوا۔ رام اوتار ہوا۔ کہ راون کو مار ڈالے۔ کرشن اوتار ہوا۔ کہ کنس کو ہلاک کرے۔ دریافت کرو۔ کہ ان باتوں سے تمہاری کیا بہتری ہوتی ہے؟ بُدھ اوتار ہوا کہ ناستک مت پھیلاوے۔ اس سے تمہاری کیا بھلائی ہوتی ہے۔ چار ویدوں کو انہوں نے سمندر سے نکالا تو نکالا۔ کیا اس کے ماننے سے تم گناہ کے سمندر سے نکل گئے۔ زمین کو انہوں نے قائم کیا تو اس کے ماننے سے تمہارا بے قرار دل قرار پکڑ سکتا ہے۔ راون کنس وغیرہ کو انہوں نے ہلاک کیا تو اس کے سبب سے تمہارا گناہ نیست ہوگا۔ اور دل کو انہوں نے فریب دیا تو دیا ناستک مت پھیلایا تو پھیلایا۔ لیکن کیا ایسے مکر و فریب کی باتوں سے تمہارے دل کا مکر و فریب جاتا رہے گا؟ ہرگز نہیں۔ اس کے سوائے یہ بھی کہتے ہیں کہ جب تمہارے اوتار اپنا اپنا مطلب پورا کر چکے تب مر گئے۔ خیر اب بتلایئے کہ جب وہ مر چکے تو ان سے تم کو کیا کام؟

شاید کوئی کہے کہ دسواں نہکلنک اوتار جو کلجگ میں ہوگا۔ اس کی انتظاری کرتے ہیں۔ کیا وہ ہمارے کام نہ آئیگا۔ پر تمہارا ہی بیان ہے۔ کہ وہ گنہگاروں کو ہلاک اور برباد کرنے کو آئیگا۔ اب تو ذرا انصاف کرو۔ کہ اس زمانہ میں جسے تم کلجگ کہتے ہو۔ کون انسان گناہ سے مبرا ہے ایک بھی نہیں۔ پھر اگر وہ اوتار گنہگاروں کے ہلاک کرنے کو آئے گا تو تمہاری بھی اس سے ہلاکت ہوگی۔ پس دسویں اوتار کی انتظاری سے بھی تمہارا کچھ فائدہ نہیں ہوگا۔ علاوہ اس کے اگر کوئی صاحب انصاف تمہارے اوتاروں کے اوصاف لکھے یا ان کا احوال جو تمہاری کتابوں میں لکھا ہے پڑھے وہ ضرور کہے گا کہ ان میں کوئی خدائی صفت پائی نہیں جاتی۔ کیا کہیں خدا کسی کا پیٹ پھاڑتے یا قتل کرتے یا کسی کو فریب دیتے یا ناچ تماشا کرتے یا عیاشی کرتے یا ناستک

مست نہ پھیلانے کے گزارنے کا کبھی۔ ایسا اُس کی ذات پاک سے نہیں ہو سکتا ہے۔ ایسی بیہودگی اور بے انصافی خدا کی شان سے بعید ہے۔ خدا کے اوتار میں خدائی ذات و صفات بھی ظاہر ہونی چاہیئے۔ جیسا کہ وہ قادرِ مطلق عالم الغیب اور پاک و راست اور رحیم و کریم ہے۔ چاہیئے کہ اُسی کے مطابق جو اوتار خدا کا قرار پائے۔ یہ صفتیں جن کا ذکر ہو چکا۔ اُس میں بھی پائی جاویں۔ لیکن تمہارے اوتاروں اور دیوتاؤں میں ان کا نام و نشان بھی پایا نہیں جاتا۔ البتہ ایسا سچا اوتار مسیحی مذہب میں ایک ہے اُس کا بیان حسب مندرجہ انجیل مقدس ہم آگے کریں گے۔

پرشائد تم کہو کہ ہمارے دیوی دیوتا سچے ہوویں یا جھوٹے ہم کیا جانیں۔ ہمارے گرو جانیں۔ کیونکہ اُن کا کہا ہم لوگ مانتے ہیں۔ یہ بات تو بہت سچ ہے۔ کہ تمہارے درمیان میں گرو بہت سے کہلاتے ہیں۔ اور تمہاری نجات کے لئے درکار بھی ہیں۔ کیونکہ نجات کی راہ دکھانے کو گرو چاہیئے۔ اس میں شک نہیں پر کون سا گرو؟

دوہا

گن پھیکو گرو بہت ہیں اور بھید کے گر اور
ست گرو کوئی نہ ملا کہ ٹھیک بتاوے ٹھور

کہتے ہیں کہ پانی پیجے چھان۔ اور گرو کیجے جان۔ اب دیکھا چاہیئے۔ کہ تم لوگ سمجھ بوجھ کے گرو کرتے ہو کہ نہیں۔ اور تمہارے گرو کیسے ہیں؟ سب لوگ جانتے ہیں۔ کہ تمہارے گرو بھی ویسے ہی اور سب آدمیوں کی مانند غرور۔ غصہ۔ لالچ۔ رشک۔ شہوت وغیرہ کے قابو میں ہیں۔ پھر جب تمہارے گرو آپ گنہگار ہیں تو تمہارے گناہ کو کس طرح دور کریں گے اور اُن سے تمہاری نجات کیونکر ہوگی؟

دوہا

لوبھی گرو لالچی چیلا۔ دونوں نرک میں ٹھیلم ٹھیلا

یہ تو سچ ہے کہ تمہارے گرو تم کو بہت کچھ بتلاتے اور تمہارے کان میں منتر پھونک کر تم کو گرو منتر دیتے۔ اور تم سے دان دچھنا لیتے ہیں۔ پر غور کیا چاہیئے کہ کان میں پھونکنا اور روپیہ لینا آسان ہے۔ پھر جو منتر وہ تم کو دیتے ہیں۔ کیا تم اُس کو سمجھتے ہو۔ اور جو تم کو سکھاتے اُس سے تمہارا کیا فائدہ ہے سوائے اس کے ایک گرو کچھ کہتا ہے دوسرا کچھ۔ ایک پنڈت جو بات سکھاتا اُس کو دوسرا پنڈت کاٹتا ہے۔ تمہارے گروؤں میں بڑا ہی جھگڑا ہے۔ تمہارے اٹھاسی ہزار رکھیوں نے اٹھاسی ہزار الگ الگ مت اٹھائے ہیں۔ اور لوگ کہتے بھی ہیں۔ کہ جتنے مُنی اُتنے مت۔ اب تم آپ کہو۔ کہ ان میں کون سا مذہب سچا اور کون جھوٹا ہے۔ خدا تو ایک ہی سچا ہے اور اُس کا مذہب بھی ایک ہی چاہیئے۔ پھر جو کوئی کہے کہ یہ ہزاروں مذہب سب خدا ہی کے ہیں تو وہ اُس کی ذات پر تبدیل و تغیر ٹھہرا کر اُسے جھٹلاتا ہے۔ عقلمند اور ذی شعور آدمی کے دل میں تو ضرور اندیشہ پیدا ہوگا کہ یہ سب کن مت ہیں۔

دوہا

جا کے من جس بھاونا آوا
سو تیسے برنن کرگاوا

ہم کسی سے پوچھتے ہیں۔ کہ بھائی کلکتہ کدھر ہے۔ وہ جواب دیتا ہے کہ دکھن کی طرف۔ تب دوسرے سے دریافت کرتے وہ بتلاتا کہ دکھن میں نہیں بلکہ اُتر میں ہے۔ تب تیسرے سے دریافت کریں وہ کہے نہ دکھن میں نہ اُتر میں بلکہ کلکتہ دکھن پچھم کے کونے میں ہے۔ پھر چوتھے سے تحقیق کریں۔ وہ یہ جواب دے کہ تینوں کی بات جھوٹی ہے میری بات سچ جانو۔ کہ کلکتہ پچھم میں ہے۔ علاوہ اس کے اور لوگ کچھ اور بتلاتے ہیں۔ اب کہو کہ جو ان بھیدوں نے متفرق طرح سے کلکتہ کا نشان دیا تو ہم بیچارے کیا کریں کس کی بات سچ جانیں اور کس راستہ سے کلکتہ کو جائیں۔ اسی طرح تم لوگ جو ہر ایک گرو سے نجات کی راہ دریافت کرتے ہو کہ کون سچ ہے تو کوئی کچھ کہتا اور کوئی کچھ۔ پھر تم کس کی بات سچ مانو گے؟

دوہا

اپنے اپنے من کی بھوں تے لیتی اہی
ست دھرم میں کو دھاری پڑی نکا ہو جان

بات یہ ہے کہ تمہارے گرو جو ہیں سو خدا کا مذہب نہیں۔ بلکہ اپنی اپنی بناوٹ کے مذہب سکھاتے ہیں۔ سو ایسی بناوٹ کے مذہبوں سے کسی کی نجات کا پتہ نہ کبھی لگا نہ کبھی لگیگا۔ دوسری بات یہ ہے کہ تمہارے گرو آپ گنہگار ہو کر تمہارے گناہوں کو کس طرح دُور کر سکتے ہیں۔ اس لئے جو اُن پر بھروسہ رکھتا ہے سو آخر ضرور پشیمان ہوگا۔ یہ بات تو سچ ہے کہ تمہاری نجات کے لئے کوئی گورو چاہیئے کیونکہ انسان اپنی عقل اور طاقت سے نجات کی تدبیر نکال نہیں سکتا۔ لیکن گرو سچا ہو اور اُس کو سرمایۂ نجات و ابدی حیات دینے کا اختیار بھی ہو اور اپنے سکھوں کو گو کیسے کیوں نہ ہوں۔ گناہ کی مغفرت کی نعمت بخش سکے ٭

دوہا

گرو ایسا چاہیئے جوں سیقلی گر ہوئے
سکل جنم کا مورچا پل میں ڈارے کھوئے

پس سچا گرو کیسا چاہیئے لیکن سچے گرو کے کون سے نشان ہیں۔ وہ پاک اور عالم الغیب اور قادر مطلق اور رحیم و کریم ہو۔ وہ گنہوں اور خطاؤں کو دُور کرنے اور نجات بخشنے کے قابل ہو۔ ایسا گرو تمہارے درمیان کہاں ہے۔ تم لوگ تو آپ ہی جانتے ہو کہ تمہارے گرو جو ہیں سو تمہاری مانند گناہ کیا کرتے اور جو کچھ وہ بتاتے اور پوجا کرتے یا کرواتے ہیں سو اپنا مطلب دیکھ کر کرتے اور کرواتے۔ علاوہ اس کے وہ سب کے سب ہر طرح کی برائی میں مبتلا ہیں۔ تمہارے روپے پیسے لینے کو بہت ہوشیار اور تیار رہتے ہیں۔ لیکن روپیہ پیسہ کا لینا اور بات اور گنہوں کو دُور کرنا اور بات ہے۔ اس میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ البتہ ایک ایسا نیک اور پاک گرو جو اپنی نیکی اور ثواب سے اپنے سکھوں کے گناہ دُور کرتا ہے۔ سو سچی دھرم میں ہے وہ خدا کی طرف سے بھیجا گیا۔ اور اُس کا بیان ہم آگے کریں گے ٭

کتنے لوگ سمجھتے ہیں۔ کہ گنگا میں نہانے سے گناہ چھوٹ جاتا ہے۔ اب غور کیا چاہیئے۔ گنگا کے پانی میں کون سی خاص تاثیر ہے۔ بھلا گنگا میں کوئی انسان اپنے بدن کو دھوئے اور ملے۔ تو بدن ضرور صاف ہو جائے گا۔ لیکن گناہ یعنے جھوٹ۔ فریب۔ چوری۔ زنا۔ غصہ۔ دشمنی اور اور بھی سب طرح کی برائیاں اور نجاستیں جو جسم کے اوپر نہیں ہیں بلکہ اُس کے اندر یعنے دل میں ہیں وہ کیونکر دُور اور دفع ہوں۔ مثلاً کوئی دھوبی میلے کپڑے ایک صندوق میں بند کرکے اُس کو باہر سے خوب دھو ڈالے۔ کیا صندوق کے دھونے سے بھیتر کے کپڑے صاف ہو سکیں گے ہرگز نہیں۔ اسی طرح تم جانو کہ تمہارا میلا دل جو جسم کے اندر ہے۔ کیا جسم کے دھونے سے وہ صاف ہوگا ہرگز نہیں۔

دوہا

من کپڑا میلا بھیو لاگو برہ بکار
یہ کپڑا کہ دھوئے نہیو کرو بچار

پھر اگر پانی تمہارے تن کے اندر بھی پہنچے تو بھی تمہارے گناہ اور نجاستیں اس سے دُور نہ ہوں گی۔ ایک بات سنو۔ کہ کوئی ڈاکو تمہارے گھر میں ڈاکہ ڈال کر تمہارا مال و اسباب لے گیا۔ اور جا کر گنگا میں نہایا۔ اُس کے بعد تم نے اُسے پکڑ لیا۔ اور اُس سے پوچھا۔ کہ ارے ڈاکو تو نے ہمارا مال کیوں لے کے لوٹا۔ اُس نے جواب دیا۔ کہ بھائی کیوں خفا ہوتے ہو۔ تمہارا مال و اسباب تو مجھ سے بیشک لوٹا گیا تھا۔ لیکن میں نے جلدی سے جا کر گنگا میں نہا لیا۔ گنگا کی بڑی بزرگی اور اُس کے پانی کی ایسی خاصیت ہے۔ کہ اُس میں جو ایک دفعہ بھی نہائے اُس کے سب گناہ چھوٹ جاتے ہیں۔ پس میرا گناہ بھی چھوٹ گیا اور پاک اور بھلا آدمی ہو گیا ہوں۔ اگر ڈاکو یہ جواب دے کیا تم اُس کی بات پر یقین کرو گے اور اُس کو چھوڑ دو گے۔ تم ایسا ہی نہ کرو گے اور اُس کی بات کو ہنسی ٹھٹھا جان کر کہو گے۔ ارے بدمعاش گنگا اور اس کے پانی کی خاصیت جو ہو سو ہو۔ تُو تو چور اور ڈاکو ہے۔ اور تجھے سزا دیا چاہیئے۔ اب چور کے نہانے کا عذر تم نہیں مانتے ہو۔

جو تم یہ سمجھتے ہو۔ کہ خیرات کرنے سے گناہوں کی معافی ہوگی۔ اور بہشت کو جائیں گے۔ سو نادانی کی بات ہے۔ ہاں سب طرح کے نیک کام کرنا ہر انسان کو مناسب ہے۔ کیونکہ خدا کا یہ حکم ہے۔ کہ دوسروں کی بہتری کرو۔ اور جو کوئی ایسا نہیں کرتا سو قصوروار ٹھہرتا ہے۔ اگر ہم اپنے نوکر کو کچھ حکم دیتے ہیں۔ اور وہ اس حکم کو مانے تو یہ ثواب میں داخل نہیں ہے۔ وہ نوکر ہو کے طلب پاتا ہے۔ پس اس حکم کو ماننا چاہئے۔ اور جو نہ مانے تو اس کا قصور ہے۔ اسی طرح خدا ہمارا مالک اور ہم سب لوگ اس کے نوکر ہیں۔ وہ ہم کو خوراک اور پوشاک اور ہر طرح کی نعمتیں اور بخششیں بخشتا ہے۔ اور اس کا حکم ہے کہ سب طرح کے اچھے کام کرنا۔ اگر ہم اس کو نہ مانیں تو ہمارا گناہ ہوتا ہے اور اگر ہم اس کا حکم مان کے نیکی کریں تو ہم پر یہ کرنا واجب ہے۔ لیکن ان کے کرنے سے ایسی نیکی کی پونجی جمع نہیں ہو سکتی کہ جس سے اگلے پچھلے گناہ دور ہو جائیں۔

پھر دریافت کرو۔ کہ تمہاری خیرات اور ثواب کس طرح سے ہوتے ہیں۔ ایک ہاتھ سے خیرات دوسرے ہاتھ سے چوری۔ ایسا اکثر ہوتا ہے۔ کہ جب رشوت اور دغابازی اور بے ایمانی اور جعلسازی کرکے کسی آدمی نے روپیہ جمع کیا تو اپنے ظلم اور گناہ مٹانے کو کچھ ثواب کرنا چاہتا ہے۔ کیا اس طرح کے ثواب سے کسی کے گناہ دفع ہو جائیں گے۔

دوہا

چوری کرے نہانی کی کرے سوئی کو دان
اونچے چڑھ کے دیکھتے کیتی دور بمان

سو اس کے عوض بہت سی خیرات بھی کرو۔ تو بھی خدا اس کو گناہ کا عوض نہ جانیگا اور تمہارا گناہ معاف نہ کریگا۔ ایک تمثیل سنو۔ کسی شخص نے خون کیا۔ اور وہ پکڑا گیا۔ جب حاکم کے حضور آیا۔ تو عرض کیا کہ اے صاحب میں نے خون تو کیا۔ لیکن [illegible] آج تک بہت سی نیکیاں کیں۔ اس سبب سے

تو کیا خدا تمہارے گناہ نہانے کا عذر قبول کریگا۔ بڑی عدالت کے روز وہ تم سے حساب لے گا اور تم سے پوچھے گا۔ کہ تو نے کس لئے ہر طرح کا گناہ کیا۔ اور میرے سب حکموں کو عدول کیا۔ کیا تم یہ جواب دو گے۔ کہ ہاں ہم نے گناہ تو کیا۔ لیکن گنگا میں نہا کے سب دھو ڈالا۔ پس ہمارا گناہ جاتا رہا۔ اور ہم پاک و صاف ہو گئے۔ کیا ایسی بات سن کر خدا خوش ہوگا۔ اور تمہاری بات مانے گا کبھی نہیں۔ اے عزیز دھوکا نہ کھاؤ۔ خدا ایسی نادانی اور ٹھٹھے کی بات نہ سنے گا۔ ذرا یہ تو سوچو اور نادانی میں مت رہو۔ گنگا کے پانی یا اور کسی دریا کے پانی سے تمہارا جسم صاف ہو تو ہو۔ لیکن تمہارا دل ناپاک اور نجس بنا رہے گا۔

چوپائی

من ملین تن سُندر کیسے
بکھ رس بھرا کنک گھٹ جیسے

پر شاید کوئی کہے کہ بسواس پھل دائک ہے۔ جو کوئی بسواس کر کے گنگا نہائے تو بیشک گناہ سے رہائی پاوے گا۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ بسواس کرنا بڑی بات تو ہے۔ پر ہم تم سے یہ پوچھتے ہیں۔ کہ کون سی بات پر بسواس کرنا چاہئے۔ سچ بات پر یا جھوٹ پر۔ کوئی بسواس کے ساتھ کنکر کو روپیہ جان کر جمع کرے۔ کیا اس کے پاس روپئے جمع ہو جائیں گے یا کنکر ہی کنکر رہیں گے۔ اس کی مراد حاصل نہ ہوگی۔ کیونکہ اس نے جھوٹی بات کو بسواس کیا۔ کنکر تو کنکر ہے۔ روپیہ کبھی نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح سے جو آدمی یقین کرتا ہے۔ کہ گنگا کے نہانے سے گناہ جاتا رہتا ہے۔ اور اس بسواس سے نہا دے تو اس کا بسواس پھل دائک نہیں ہوگا۔ لیکے وہ اپنا مطلب نہ پاوے گا کیونکہ اس نے جھوٹی بات پر بسواس کیا۔ پانی تو صرف جسم کی صفائی کو کافی ہے لیکن دل کو کبھی صاف نہ کریگا۔

پھر بہت لوگ یہ سمجھتے ہیں۔ کہ خیرات و ثواب کرنے سے ہم کو بہشت نصیب ہوگی البتہ غریبوں کو دینا اور اوروں کا بھلا کرنا بہتر تو ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں لیکن

آپ میرا جرم معاف فرما کے مجھے رہائی دیجئے۔ کیا حاکم اُس مجرم کا عذر سُن کر رہائی بخشیگا؟ وہ نہ بخشیگا۔ بلکہ یہ کہیگا۔ کہ تم نے خیرات اور ثواب تو کئے لیکن اس سبب سے خون کا جرم معاف نہ ہوگا۔ قانون کے مطابق تمہارا انصاف ہوکر تم کو سزا ملے گی۔ اسی طرح تمہاری نیکی اور خیرات کا عذر خدا کے حضور میں نہ چلے گا۔ پھر بھی سوچا چاہئے۔ کہ بعضوں کے ثواب میں نقص پایا جاتا ہے۔ کیونکہ ہر ایک کے دل میں گناہ کی کدورت بھری ہے اور دریافت کرنے سے سب جان سکتے ہیں۔ کہ جو دل خراب اور بُری کدورت ہے تو سب نیکی اور خیرات و ثواب بھی خراب ہونگے۔ کھاری سوتے سے میٹھا پانی کس طرح نکلیگا۔ جس کا دل خراب ہے اُس کا کہاں ثواب ہے؟

تم بھی جانو کہ خدا پاک اور قدوس ہے۔ اس لئے وہ کسی شخص کی ناقص نیکی اور کھوٹے ثواب کو نہ قبول کریگا۔ بلکہ اُس سے نفرت رکھیگا۔ جیسا کھوٹا روپیہ بازار میں نہیں چلتا ویسے ہی خدا کے گھر میں کسی کی گناہ آلودہ نیکی اور ثواب نہیں چلیں گے۔ پھر کہو اُس کے عوض بہشت کیونکر نصیب ہوگی۔

تمہارے یہاں یہ بھی ایک ثواب سمجھا جاتا ہے۔ کہ کسی پنڈت کی زبانی پرانوں کی کتھا سننے۔ اگر پرانوں کی باتیں سچ بھی ہوتیں۔ تو بھی اس میں شک نہیں ہے۔ کہ اُن کے سننے سے تم کو کچھ فائدہ نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ جو جو باتیں پنڈت پڑھتے ہیں اُن کو تم لوگ اکثر نہیں سمجھ سکتے ہو۔

دوہا

کتھنی کتھے اگادھ کی جیوں اکاش میں گدھ
چارہ اُس کا بھوم میں اُڑے ہوا کے سدھ

پھر جو پنڈت کتھا کا مطلب بتاتے تو اُس سے اور بھی خرابی نکلتی ہے۔ کیونکہ جو کتھا وہ سناتا ہے۔ سو پرانوں اور اور کتابوں کے قصے ہیں۔ ہاں اُن میں سے بعضے بہت ہی بد ہیں۔ کہ جن کے سننے سے سُننے والوں کے دلوں میں سب طرح کے بُرے خیال اور خواہشیں پیدا ہوتی ہیں۔ تم آپ ہی سوچو کہ جب پنڈت کرشن کے کھیل

کا بیان کرتا ہے۔ کہ اُس نے گوپیوں کے کپڑے جب وہ جمنا نہاتی تھیں چرا لئے جب تک ننگی ہو کے ہاتھ جوڑ کے اُس کے آگے کھڑی نہ ہوئیں تب تک اُن کو نہ دیئے۔ یا کرشن نے گوپیوں کے ساتھ راس بلاس کیا۔ جب ایسی ویسی باتیں سنتے ہو تب کیا تمہارے دل میں بُری خواہشیں پیدا نہ ہونگی۔ بھلا کہو شاستر کی ان کی باتیں سننے سے تمہارا کیا بھلا ہوتا ہے؟

اور بہت لوگ یہ سمجھتے ہیں۔ کہ جو ہم گھر بار چھوڑ کر جنگل میں جا کر فقیر بن بیٹھیں تو گناہ چھوٹ جائیگا۔ اور دل بھی صاف ہوگا۔ پر جاننا چاہئے۔ کہ اگر جوگ بیراگ سادھنے اور فقیری کرنے سے نجات حاصل ہو۔ تو مناسب ہے کہ تمام جہان کے انسان جو نجات کے خواہاں ہیں۔ کیا مرد کیا عورت سب کے سب اپنے اپنے گھر اور گھر کے لوگ چھوڑ کر جنگل میں جا کر فقیر بن بیٹھیں۔ تب جنگل کہاں رہا۔ وہ تو شہر آباد ہوگیا۔ اس کے علاوہ ایک بڑا ہی نقصان بلکہ سراسر زیان اس میں یہ ہے کہ جو سب انسان فقیر بیراگی ہوگئے تو کاشتکاری وغیرہ کون کرے اور اناج کہاں سے آئے۔ سب لوگ بھوکوں مر جائیں کہ نہیں۔ اس سے بھی یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ جوگ بیراگ سادھنا اور فقیری کرنا بے فائدہ ہے۔

پھر فقیری کی چال ڈھال پر بھی لحاظ کیجئے۔ یہ تو سچ ہے کہ اُن میں سے کچھ تو جوگ بیراگ سادھتے ہیں۔ لیکن بات یہ ہے کہ جس حال میں سب انسانوں کے دل گناہ سے خراب ہوئے تو بیراگیوں کے بھی خراب رہیں۔ اور جب تک دل خراب اور ناپاک رہے تب تک سارا جپ تپ جوگ بیراگ وغیرہ بیکار ہے۔ اور ناپاک دل کے کاموں سے خدا کیونکر راضی ہوگا۔

یہ بھی سب کو معلوم ہے۔ کہ وہ ایک چھوڑ کر سب فقیر روپیہ پیسہ کمانے کے لئے جوگی اور فقیری صورت بنائے پھرتے ہیں۔ اور سچ پوچھو تو وہ اور انسانوں سے بھی بُرے ہیں۔ کیونکہ آٹھوں پہر سست اور بیکار بیٹھے رہتے ہیں۔ اور تم جانتے ہو کہ سست اور کاہل کے دل میں سب طرح کی بُرائیاں پیدا ہوتی ہیں۔ جس طرح کہ

زمین جو بہت دن سے بنجر پڑی رہتی ہے۔ تو وہ کانٹوں اور جنگلی درختوں سے رفتہ رفتہ بڑا جنگل ہو جاتی ہے۔ اسی طرح فقیروں کا حال ہے۔ کہ وہ ہمیشہ بیکار پڑے اور بیٹھے رہتے ہیں۔ یا بھیک مانگتے پھرتے ہیں۔ اس لئے ان کے دل میں ہر طرح کی بری خواہشیں اور فریب اور بدکاری وغیرہ جنگل کی مانند کیوں نہ پیدا ہونگی۔ کیا بدن پر راکھ ملنے اور جٹا رکھنے یا لنگوٹی باندھنے یا مالا پھیرنے یا جٹا تو بار رکھنے سے ان کا دل پاک ہو گا؟ ہرگز نہ ہو گا۔ تم آپ جانتے ہو کہ فقیر بیراگی اکثر بڑے فریبی مکار اور دغاباز ہوتے ہیں۔

دوہا

بھرن کریں بھرت نہ ہر بھجن کہو بھیکھ یہ کیسا
اوپر سے تو سادھو بیٹھا اندر پیا پیسا

پھر جو لوگ جوگ سادھتے اور تپسیا کرتے ہیں۔ جیسے کہ پنچ اگن تاپنا اور اُلٹے ہو کر لٹکنا اور دھونی رمائے رہنا اور مون سادھنا اور اردھ باہو ہونا اور جل میں رہنا وغیرہ اس سے ان کا کیا بھلا ہوتا ہے۔ کیا ان کاموں سے ان کا دل صاف ہوتا ہے۔ اگر ایسا ہے تو جوگی بیراگی کس سبب سے اکثر اور انسانوں سے زیادہ تر خراب ہوتے ہیں۔ پھر بدن پر راکھ ملنے یا لمبا چوڑا تلک لگانے یا مالا پھیرنے سے کیا حاصل ہوتا ہے؟

دوہا

منکا پھیرت جگ گیا اور گیا نہ من کا پھیر
کر کا منکا ڈار دے تو من کا منکا پھیر

پھر کتنے فقیر ایسے بھی بےشرم ہوتے ہیں۔ کہ جانوروں کی مانند ننگے ہو کر یا صرف لنگوٹی باندھ کر پھرتے ہیں۔ ان کا حال دیکھ کر ہم کیا کہیں۔ جب تک انسان میں کچھ لحاظ اور حیا ہے۔ تب تک وہ انسان ہے۔ اور جب یہ سب چھوڑ دیا تب تو خاصے جانور ہو گئے۔

دوہا

مونڈ منڈائے جٹا رکھائے ننگا پھرے جیسا بھینسا
کھلڑی اوپر راکھ لگائے من جیسے کا تیسا

بات یہ ہے کہ سب فقیر جوگی بیراگی بُرا ہے۔ کیونکہ خدا کے حکم کے برخلاف ہے۔ اس کا یہ حکم کہ جس کے ہاتھ پیر اور عضو درست ہیں وہ محنت و مشقت سے کچھ پیدا کر کے آپ کھائے اور اپنے عزیز یگانوں کی پرورش اور حفاظت کرے اور اور آدمیوں کے ساتھ میل ملاپ سے رہے۔ خدا یہ نہیں چاہتا۔ کہ ہم اپنے یگانوں کی صحبت چھوڑ کر اور دنیا دی کاروبار سے دست بردار ہو کر جنگل میں رہ کر جنگلی بن جائیں۔

پھر بہت سے لوگ اپنے گناہوں سے پاک ہونے کے لئے تیرتھ جاترا کرتے ہیں۔ ہندوستان میں بہت سے تیرتھ ہیں۔ مثلاً کاشی پریاگ جگن ناتھ ہردوار وغیرہ جاتری لوگ اپنا گھر بار چھوڑ کر گرد و غبار دھوپ اٹھا کر اور اپنی دولت لٹا کر تیرتھوں کو جاتے اور اشنان اور پوجا کرتے ہیں۔ لیکن دریافت کیا چاہئے کہ جاترا کرنے اور روپیہ لٹانے سے ان کو کیا فائدہ ہوتا ہے۔ البتہ جاتری لوگ نہا کر اپنے بدن کا میل چھڑاتے ہیں اس میں کچھ شک نہیں۔ لیکن اوپر ہم ثابت کر چکے۔ کہ بدن کا میل پانی سے چھوٹے تو چھوٹے لیکن دل کا میل کبھی نہیں چھوٹنے کا۔ پھر جو ہمیشہ تیرتھوں میں رہا کرتے مثلاً پنڈے گنگا پُتر۔ کیا حال۔ پر پاک وہاں ٹھہرئیے وغیرہ روز مرہ نہاتے دھوتے ہیں۔ ان کے چال چلن پر غور کیجئے۔ چاہئے تھا کہ وہ اور لوگوں کی نسبت پاک دل ہو جاتے اگر وہ نہ ہوں تو اور کون ہو سکتا ہے؟ کیا وہ جو دو چار برس میں ایک بار بلکہ تمام عمر میں ایک دفعہ جاتے ہیں پاک ہو سکتے ہیں۔ پر تم سب جانتے ہو۔ کہ وہ لوگ جاتریوں پر کتنا ظلم اور زبردستی کرتے ہیں۔ قطع نظر ظلم و زبردستی کے لالچی بھی ہیں۔ کہ امیر جاتریوں کی خوشامد اور خاطر داری زیادہ کرتے ہیں۔ اور ان کے نہلانے دھلانے پوجا کرانے میں انہیں سرگرم رہتے ہیں۔ کیونکہ جانتے ہیں کہ اس سے ہماری مٹھی خوب گرم ہوگی۔ اور بیچارے غریب جاتریوں کی تھوڑی فکر کرتے۔ کہ جانتے ہیں ان سے سوائے پاؤں لاگنے کے اور کچھ ہاتھ نہ لگے گا۔ سوا اس کے جب جاتریوں کو پکڑتے تو جلد انہیں اپنے ٹھاؤ سے نکلنے نہیں دیتے۔ [illegible] باتیں کر کے خوب روپیہ پیسہ ٹھگ لیتے ہیں۔ اور جب دیکھا کہ بھولی [illegible] حاصل نہیں ہوئی تو ہر طرح سے ظلم و زبردستی پیش آتے ہیں۔ بلا [illegible]

غور کا مقام ہے۔ کہ جب برہمن پنڈے وغیرہ لوگوں کا جو تیرتھ باشی ہیں اور ہر روز اشنان کیا کرتے یہ حال ہے۔ اور ہر طرح کی خرابی اور ظلم و زبردستی ان میں پائی جاتی ہے تو تیرتھ کا مہاتم کہاں رہا۔ اور جو تمہارے گروؤں کی خرابی جاتی نہ رہی تو تمہاری کیونکر جاے گی۔

دوہا

تیرتھ گئے کا ہی بہاتم پھر پھر پوچھیں چلی
ایک پر ہمت نہیں آوے بوجھ سے بڑھ گیانی

پھر تمہارے دل میں یہ شک و شبہ بنا رہتا ہے کہ ہمارا گناہ تیرتھ کرنے سے جاتا نہ رہا۔ گھر کو چھوڑ کے اور پاؤں کو توڑ کے روپیہ پیسہ اُٹھا کے اور مشقت بہت ہو کے خالی ہاتھ اور گناہ ساتھ پھر گھر کو لوٹ آئے۔ اب کہو تیرتھ جانے سے تم کو کیا فائدہ ہوا۔ ہاں نقصان تو ہوا۔ البتہ اتنا فائدہ نکلا۔ کہ تمہارا جسم صاف ہو گیا۔ لیکن یہ فائدہ تمہارے گاؤں کے کنوئیں سے بھی ہو سکتا ہے۔ پھر دُور کیوں گئے۔

دوہا

تیرتھ گئے تیرن جن چت کھوٹا من دُور
ایک ہو پاپ نہ کاٹیاں دس من لاوے اور

ان سب باتوں کو سننے یا پڑھنے سے اکثر لوگ قدامت کی طرف توجہ فرما کر زبان پر لاتے ہیں۔ کہ ہمارا مذہب قدیم سے چلا آتا ہے۔ اور ہمارے باپ دادے مانتے چلے آئے ہیں اسی کو ہم بھی مانتے ہیں۔ کیونکہ قدیمی رسم کو چھوڑنا نہ چاہئے۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ جو قدیم کی سب باتیں مانی مت سب ہی تو جھوٹھ۔ فریب۔ چوری۔ اور ہر طرح کی بُرائیوں کو بھی ماننا چاہئے۔ کیونکہ وہ بھی قدیم سے چلی آتی ہیں۔ چنانچہ قدامت کے معاملہ میں کیا خوب تمثیل کہنے والے نے کہی ہے۔ گن پر ہل وجات اور برہ الف ذرا غور کیجئے۔ کسی شخص نے ایک ٹھگ سے پوچھا کہ تم کیوں لوٹ مار اور قتل کرتے ہو۔ اس کو چھوڑ دو۔ کیونکہ بُرا کام ہے۔ دیکھو کیا بیوقوفی کا جواب دیا۔ کہ لوٹنے مارنے کا کام تو ہمارے قدیم سے چلا آتا ہے۔ جو ہمارے باپ دادے اور بزرگ کرتے آئے ہیں ہم کیوں نہ کریں۔ بزرگوں کی بات کو چھوڑنا نہ چاہئے اگر وہ ٹھگ ایسا

جواب دے تو کیا تم اس کی بات کو قبول کرو گے۔

ایک تمثیل مشہور ہے ایک دھوبی تھا۔ جو اپنے گدھے پر ایک طرف کپڑوں کی گٹھڑی اور دوسری طرف ایک چکی کا پاٹ لادا کرتا تھا۔ لوگ یہ دیکھ کر بولے کہ ایسی نادانی کیوں کرتے ہو۔ آدھا کپڑا ادھر اور آدھا کپڑا اُدھر لادو تو چکی کے پاٹ کی کیا ضرورت ہوگی۔ دھوبی بولا کہ یہ بات تو ہمارے قدیم سے چلی آتی ہے۔ ہمارے بزرگ ایسا ہی کرتے تھے ہم کیوں چھوڑ دیں۔

بات یہ ہے کہ جس طرح کسی دوسرے شخص کی باتیں اسی طرح باپ دادوں کی بھی بغیر آزمائے ماننا واجب نہیں ہے۔ کیونکہ شائد سچی ہوں یا جھوٹی اس واسطے عقلمند آدمی ہر ایک بات تمیز کے ترازو پر تولتا ہے۔ جو پورا ہو سو وہ قبول کرتا ہے۔ اور جو ہلکا ٹھیرے اسے رد کرتا ہے۔ پھر اگر کوئی کہے۔ کہ جو مذہب سب ہندو لوگ مانتے ہیں وہ ہم کیسے چھوڑ دیں۔ کیونکہ جس بات کو اکثر ہندو لوگ مانتے ہیں۔ سو ہم مانتے ہیں۔ لیکن ایسی بات اب انصاف کو زبان پر لانا چاہئے۔ کہ اگر دس بیس آدمی بھیڑ یا ریسان کر کے مثل اندھوں کے کنوئیں میں گریں۔ کیا تم بھی آپ کو اسی کنوئیں میں گرا دوگے۔ مجھے یقین ہے کہ تم بھی ایسا نہ کرو گے۔ بلکہ یہ کہو گے۔ کہ ایسا کام بیوقوف اور دیوانے بے سوچے بے بوجھے کریں تو کریں۔ ہم جو فی الجملہ کچھ عقل سے بہرہ ور ہیں کیوں کریں۔ بھلا اس طرح سے اگر نادان اور بیوقوف انسان بے دریافت کئے ہندو مذہب کا پاس کریں تو کریں لیکن تم تو عقل اور شعور سے اس کو غور کے ساتھ دریافت کرو۔ اور جب اُسے قابلِ نجات نہ پاؤ تو چھوڑ دو۔

اگر کسی کے دل میں یہ بات آئے کہ ہمارا مذہب شاستر پران وغیرہ کا مذہب ہے۔ پھر ہم شاستر پران کی بات کس طرح چھوڑ دیں۔ پہلے یہ تحقیق کیا چاہئے۔ کہ تمہارے شاستر پران میں خدا کا مذہب ہے۔ یا انسانی بناوٹ۔ تمہارے چار وید چھ شاستر اور اٹھارہ پران مشہور ہیں۔ ان کے سوا اور بھی بہت سی کتابیں ہیں۔ لیکن سب پنڈت اور تم بھی جانتے ہو کہ ان میں ایک ہی بات نہیں ہے۔ ایک وید کچھ بتلاتا۔ دوسرا کچھ۔ ایک شاستر کچھ کہتا ہے۔ اس کو دوسرا رد کرتا ہے۔ اٹھارہ پران اٹھارہ

راہ بتلاتے ہیں۔ اور ویدوں کو تمہارے شاستر رد کرتے ہیں۔ اور شاستر اور ویدوں
کے برخلاف پُران ہیں۔ پھر جو تمہارے چار وید اور چھ شاستر اور اٹھارہ پُرانوں
میں ہی ایسا جھگڑا ہے۔ کہ وہ مختلف باتیں بتلاتے ہیں۔ تو ثابت ہوتا ہے کہ وہ خدا
کا کلام نہیں۔ سب انسانی بناوٹ ہے۔ خدا ایک ہے اور صادق۔ پس اُس کے
کلام میں بھی اختلاف نہیں ہو سکتا ہے۔ کیونکہ ایک ہی سچے اور برحق خدا کا ایک ہی
مذہب چاہئے۔ اب کہو کہ خدا کا ایک ہی مذہب کہاں ہے؟ اور تمہارے
شاستر پُرانوں کے جُدا جُدا مذہب کہاں ہیں۔ غرض جن کتابوں میں ایسا اختلاف
اور شک و شبہ پایا جاتا ہے۔ کہ وہ خدا کی طرف سے نہیں ہو سکتی ہیں اور اُن کا ماننا
مناسب بھی نہیں ہے۔

ان سب باتوں کے دریافت کرنے سے ثابت ہوتا ہے کہ تمہاری پوجا پاٹ
اور دان پُن اور اشنان دھیان اور تیرتھ جاترا اور جتنے نجات کے وسیلے تمہارے
شاستر پُرانوں میں لکھے ہیں۔ اور جو تمہارے گرو پنڈت بتلاتے ہیں سو سب کے سب
لاحاصل اور بے فائدہ ہیں۔ اور اُن سے تمہاری نجات نہیں ہو سکتی۔ اب کوئی
سوال کرے کہ ہندو مذہب جو جھوٹا ہے۔ تو پہلے اس نے کس طرح رواج پایا۔
اور تمام ہندوستان میں کیونکر پھیل گیا۔ اس کا جواب جیسا کہ خدا کے کلام
سے ثابت ہوتا ہے اور جس کے مطابق عقل گواہی دیتی ہے۔ اب ہم بیان
کرتے ہیں۔

دُنیا میں تمام موجودات یعنی زمین آسمان۔ سورج۔ چاند۔ ستارے۔ سمندر۔
پہاڑ۔ درخت۔ پھول۔ پھل وغیرہ کو دیکھ کر سب انسان جان سکتے ہیں۔ کہ اُن کا ایک
خالق اور بنانے والا ہے۔ وہ خدا ہے۔ اور اُس کی قدرت اور بزرگی ہے۔ اب
چاہئے تھا کہ تمہارے باپ دادے اور بزرگ اسی کی پرستش اور شکر گزاری کرتے۔
لیکن اُنھوں نے ایسا نہیں کیا۔ بلکہ خدا کی سچی راہ اور دانش کو بھولتے بھولتے اپنے
خیالوں سے دوسری طرف بھٹک گئے۔ اور اُن کا فہم دل تاریک ہو گیا۔ تو بھی

غرور سے وہ آپ کو پنڈت اور عقلمند جانتے تھے۔ اس سبب سے وہ بے عقل
اور احمق ہو گئے۔ اور اسی بے عقلی کا یہ نتیجہ ہوا کہ اُنہوں نے نادیدہ اور غیر فانی خدا کو
ترک کر کے اُس کے جلال اور کمال اور قدرت و بزرگی کو فانی چیزوں کی پرستش سے
بدل ڈالا۔ بلکہ بھولتے بھٹکتے۔ اور خدا کی پرستش چھوڑتے چھوڑتے سورج چاند ستارے
کی اور انسانوں اور حیوانوں اور کیڑے مکوڑوں اور سب قسم کی مورتوں کی پوجا کرنے
لگے۔ جب اُنہوں نے سچے اور زندہ خدا کو چھوڑا تب خدا نے بھی اُن کے دلوں کی
خواہش پر اُنہیں ناپاکی میں چھوڑ دیا۔ اب ایک بات اور غور کرو۔ سوچو۔ کہ اگر تمہارا کوئی
بیٹا خراب ہو جائے۔ تو جب تک وہ ماں باپ کے قابو میں ہے تب تک وہ ڈر اور
شرم کے مارے گناہ اور خرابی کی حالت سے کچھ نہ کچھ بچا رہتا ہے۔ لیکن جب
ماں باپ سے علیحدہ ہو جاتا ہے تب تو شرم و حیا کو چھوڑ کر اور بے عزتی کا لباس پہن کر
جو کچھ اُس کے جی میں آتا کرنے لگتا ہے۔ اور ہر طرح کے گناہ اور خرابی میں ڈوب
جاتا ہے۔ یہی حالت تمہارے باپ دادے اور بزرگوں کی ہوئی۔ کہ جب اُنہوں
نے نادیدنی خدا کی پرستش چھوڑ دی تب خدا نے بھی اُن سے ہاتھ اٹھا لیا۔ اور
جب وہ خدا سے علیحدہ ہو گئے۔ تب سب طرح کی گمراہی اور بے دینی اور خرابی
میں ڈوب گئے۔

پیارے بھائیو ذرا اپنے باپ دادوں کی چال پر غور کرو۔ وہ خدا کی بندگی اور
پرستش ترک کر کے گمراہ ہو گئے۔ اور تب سے لے کر آج تک تم جو اُن کی اولاد ہو اسی
راہ پر بھولتے بھٹکتے چلے آئے۔ ایک تمثیل سنو۔ کہ ایک عورت نے کچھ مدت تک اپنے
خاوند کی تابعداری دل و جان سے کی۔ لیکن بعد اُس کے غیر مردوں کی طرف
توجہ کرنے سے اُس کا دل اپنے خاوند سے پھر گیا۔ اور اُس کو چھوڑ کر غیروں کی
صحبت میں رہنے لگی۔ اب کہو کہ ایسی عورت کو تم بدکار اور بے ایمان کہو گے
یا نہیں۔ اور اُس کی پاک دامنی اور پرہیزگاری جو پہلے تھی نہ رہی اور بدکاری
ہو گئی۔ کہ نہیں۔ دیکھو یہ تمہاری اور تمہارے باپ دادوں کی حالت ہوئی۔

کہ انہوں نے اور تم نے اپنے ایک ہی خالق اور مالک کو چھوڑ دیا اور جو بندگی اور پرستش اس واحد خدا کو چاہئے تھی وہ دیوتاؤں اور دیویوں پر اور برہمنوں اور حیوانوں اور پیپل سی اور گنگا جمنا پر اور طرح بطرح کی مورتی۔ مورتوں اور بہت سی چیزوں پر لگائی۔ دیوتا۔ دیوی برہمن اور حیوانوں پیپل اور تلسی اور اور ہر ایک طرح کی صورت۔ مورت جن کی تم پوجا کرتے ہو۔ سو گویا تمہارے جھوٹے مالک ہو گئے اور اُن کو ماننا تمہاری بدکاری اور بے دینی ٹھیری اور اس بے دینی نے بڑھتے بڑھتے یہاں تک ترقی پائی۔ کہ تم نے ایک سچے مالک خدا کو چھوڑ کے جھوٹے تینتیس کروڑ دیوتاؤں کو ماننے اور اُن کی پوجا کرنے لگے۔ اب کہو کہ سناتن دھرم کہاں رہا۔

سورج اور چاند اور ستاروں کو خدا نے آسمان میں اس لئے رکھا کہ سب مخلوقات اُجالا پائے۔ پر تمہارے باپ دادوں نے اُن کی روشنی اور رونق کو دیکھ کر اُن کو دیوتا قرار دیا اور پوجنے لگے۔ اور تم لوگ بھی بھیڑ چال کر کے اُن کو پوجتے چلے آتے ہو۔

جب تمہارے باپ دادوں نے کسی زور آور اور بہادر شخص کی جوانمردی دیکھی یا ان کا نامور راجا ہوا جیسا کہ رام چند۔ تو رفتہ رفتہ اس کو دھرم اوتار یا دیوتا جان کے پوجنے لگے اور اسی طرح رام چند اور پرسرام اور کرشن بلرام کی پوجا جاری ہوئی اور تم لوگ بھی اپنے باپ دادوں کے نقش قدم پر چل کر رام وغیرہ کی پوجا کرتے چلے آتے ہو۔

غیر ملکوں میں تمہارے سے بڑے بڑے زور آور بہادر راجہ ہوئے۔ بلکہ اب بھی ہیں۔ چنانچہ تم جانتے ہو تو بھی اُن کی پرستش کوئی نہیں کرتا۔ اس سبب سے کہ ان ملکوں کے رہنے والے عقیل اور فہیم ہو کے انسان کی پرستش بہت بُری جانتے ہیں۔

پھر تمہارے باپ دادوں نے اپنے گروؤں اور پروہتوں کو دیکھا۔ کہ وہ ہم

سے زیادہ عقلمند اور دانشور ہیں۔ اور شاستروں کو پڑھتے اور ہم سے پوجا کرواتے ہیں۔ تب وہ انہیں بھی دیوتا سمجھ کے پوجنے لگے اور تم بھی ویسا ہی سمجھ کر برہمنوں کی پوجا کرتے چلے آتے ہو۔ پر یہ غور نہیں کرتے۔ کہ جس طرح ہم لوگ گنہگار۔ ویسے ہی وہ بھی ہوا و ہوس و گناہ میں گرفتار ہیں۔ پھر اور ملکوں میں تمہارے پنڈتوں کی نسبت زیادہ تر عالم اور فاضل ہوتے ہیں۔ پر اُن کی پوجا کوئی نہیں کرتا ہے۔ کیونکہ وہ لوگ خدا شناس ہو کر انسان کی پوجا کو گناہ کبیرہ جانتے ہیں۔

پھر تمہارے باپ دادے جھوٹے جھوٹے حیوانوں کو پوجنے لگے۔ مثلاً گائے۔ سانپ۔ بندر۔ کتا۔ موش وغیرہ اور چڑیاں جیسا کہ گرڑ۔ مور وغیرہ اور مچھلیاں اور ندیاں جیسا کہ گنگا۔ جمنا گو۔ اور درخت بھی جیسا کہ پیپل تلسی وغیرہ اور پتھر بھی۔ جیسا کہ سالگرام۔ سوائے اُن کے اور بھی بہت طرح کی چیزیں تمہارے باپ دادوں نے پوجنے کے لئے قائم کر لیں۔ اور تم لوگوں نے بھی بے دریافت کئے اُن کے پیرو ہو کے طرح طرح کی چیزوں کی پوجا کرتے کر کے خدائے ذوالجلال کی پرستش بھلا دی۔

افسوس صد افسوس کہ خدا کی پرستش ہندوستان میں کہاں رہی۔ جب سچے اور زندہ خدا کو تمہارے بزرگوں نے چھوڑا۔ تو بے عقل ہو کے ہوائے وسوسہ کے سمندر میں ڈوبتے ڈوبتے کریہہ اور نالائق چیزوں کی پرستش کرنے لگے۔ تم آپ کہو کہ خدائے ذوالجلال کی پرستش اور پتھر۔ لکڑی کی پوجا میں کتنا فرق ہے۔ آسمان اور زمین کا فرق ہے کہ نہیں۔

اس بات پر بھی غور کرو۔ کہ تمام دنیا میں جہاں کہیں انسان مورت کی پوجا کرتے ہیں وہاں لوگ بے وقوف اور جاہل اکثر ہیں۔ کتاب مقدس میں لکھا ہے۔ کہ بنانے والے اور اس کے پوجنے اور پوجنے والے مورت کے موافق ہو جاتے ہیں۔ پتھر لکڑی دھات۔ مٹی میں کچھ طاقت و لیاقت نہیں۔ ایسی بے عقل اور نافہم چیز کو پوجتے ہیں۔ پوجنے والے آپ ہی بے عقل اور نافہم ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ صحبت کا اثر ضرور

ہوا ہے۔ ایک بات سنو سینکڑوں برس گذرے کہ فرنگیوں کے باپ دادے بھی پہلے ہندو لوگوں کی مانند مورتوں اور جھوٹے دیوتاؤں کو مانتے تھے۔ اور اُس وقت اہلِ فرنگ بے علم اور بے عقل تھے۔ پھر جب سے عیسائی مذہب کے پادری اُن کے پاس آئے اور خدا کی بات اُن کو سنائی اور اُنہوں نے اُس کو قبول کیا تب سے اُن کی نادانی اور بے عقلی رفتہ رفتہ جاتی رہی۔ مورتوں اور دیوی دیوتاؤں کی پوجا اُنہوں نے باطل اور ناچیز جان کے چھوڑ دی اور مسیحی مذہب قبول کیا اور اُس وقت سے دینِ حق کے ساتھ سب طرح کے علم اور ہنر و فن اُن میں پھیل گئے اور علمیت اور عقلمندی نے رفتہ رفتہ یہاں تک ترقی پائی کہ دانایانِ فرنگ ہر کہیں مشہور ہو گئے۔ کس نے اُس ملک میں بڑے بڑے مدرسے اور پاٹھشالے مقرر کئے اور شفاخانے جگہ جگہ جاری کئے ہیں؟ پھر حکمت اور علم کی کتابیں زیادہ کر کے کون تصنیف و تالیف کر کے چھپواتے ہیں؟ یہ اکثر اہلِ فرنگ کی ایجاد ہے۔ اُنہوں نے عقل و حکمت کے زور سے کیسی کیسی کل نکالی ہیں۔ کہ جن کے دیکھنے سے تمہاری عقل حیران رہ جاتی ہے۔ دیکھو تار برقی کے ذریعہ سے ایک لحظہ میں سینکڑوں بلکہ ہزاروں کوس تک خبر بھیج دیتے ہیں۔ اور ریل گاڑی کو دیکھو بغیر گھوڑے اور بیل لگائے بھاپ کل کے زور سے بہت سی گاڑیاں ایسی تیز چلاتے ہیں کہ ایک یا دو دن کا راستہ گھنٹے بھر میں طے کرتی ہیں۔ اور دھواں کش دیکھئے اس کو بھی دریا میں بھاپ کل کے زور سے کیسا تیز دوڑاتے ہیں سوائے اس کے اور بھی عجیب و غریب کلیں ہیں۔ جو کہ تمہاری سمجھ سے باہر ہیں یہ سب اہلِ فرنگ نے بنائی ہیں۔ اگر تم پوچھو کہ یہ علم اور حکمت فرنگیوں میں کس طرح پھیل گئی اور ہندوستان میں کیوں نہیں ہے۔ تو اس کا جواب یہی ہے کہ فرنگستان کے ملکوں میں مسیحی مذہب رائج ہے۔ اور مسیحی مذہب علم اور حکمت کی راہ کھولتا ہے مسیحی دین کے لوگ عقلمند اور ہوشیار ہوتے ہیں اور جس وقت کہ ہندوستان میں سے مورتوں اور دیوی دیوتاؤں کی پوجا اور محمدی مذہب مٹ جائے گا۔ اور لوگ مسیحی مذہب قبول کریں گے۔ اس وقت ہندوستان کے لوگ بھی عقلمند اور ہوشیار ہو جاویں گے اور یہ بے عقلی جو باطل چیزوں کی پوجا کرنے

سے تم پر چھا رہی ہے۔ جاتی رہے گی۔ اس واسطے اگر تم چاہتے ہو کہ ہم عقلمند اور ہوشیار ہو جاویں تو اپنے ہندو مذہب کو چھوڑ کر مسیحی مذہب کو قبول کرو۔

ہر کہیں دیوی دیوتاؤں کی پوجا کے ساتھ سب طرح کی بُرائی اور خرابی بھی ظاہر ہوتی ہے۔ جہاں کہیں آدمی کے دل میں خدا کا کلام اور اُس کا خوف موثر ہے وہاں شرارت اور بے دینی کا اختیار کم ہو جاتا ہے۔ اور جہاں کہیں خدا کا کلام اور اُس کی پرستش کم ہو جاتی ہے یا بالکل جاتی رہتی ہے۔ وہاں لوگ شرارت اور گمراہی میں ڈوبتے جاتے ہیں اور اُن کی حالت خرابی کی ہوتی ہے۔ کتاب مقدس میں یہ لکھا ہے۔ کہ جب لوگوں نے خدا کا کلام اور اُس کا خوف اپنے دل میں رکھنا نہ چاہا۔ تب خدا نے بھی اُن سے اپنا ہاتھ کھینچ لیا اور اُن کو عقل کی بے تمیزی میں چھوڑ دیا۔ کہ وہ نالائق کام کریں۔ سو پس وہ طرح طرح کی ناراستی۔ حرامکاری۔ لالچ۔ بدذاتی سے بھر گئے۔ اور قتل۔ خون۔ جھگڑے۔ دغابازی۔ بدخوئی سے پُر ہوئے۔ اور کانا پھوسی کرنے والے۔ تہمت لگانے والے خدا کے دشمن۔ جبر کرنے والے گھمنڈی۔ لاف زن۔ بدیوں کے بانی۔ ماں باپ کے نافرمانبردار۔ بے عقل۔ بے عہد بے مہر۔ کینہ ور۔ بے رحم ٹھہرے۔ اور اگرچہ وہ خدا کا حکم جانتے۔ کہ ایسے کام کرنے والے قتل کے لائق ہیں۔ تو بھی نہ فقط آپ کرتے۔ بلکہ کرنے والوں سے بھی خوش ہیں۔

دیکھو یہی حال تمام ہندوستان میں ظاہر ہوتا ہے۔ گناہ اور نادانی اس ملک میں بہت زیادہ ہو گئی۔ اس سبب سے خدا کا خوف اور پیار جاتا رہا اور اس کے عوض تم نے دیوتاؤں کو بنایا اور اُن پر اپنا دل لگایا۔ اب تم میں سے کوئی اپنے دیوتاؤں کے حال کو لکھے یا پڑھے تو جانے گا۔ کہ وہ آپ بے شرم ہو کے سب طرح کا گناہ کیا کرتے تھے۔ سو تم لوگ اُن کو مان کر گناہ سے کیوں نفرت رکھو گے چنانچہ [illegible] گوپیوں کے ساتھ کیسی کیسی بدفعلی کی ہے۔ پس ہم ایسا کام کیوں نہ کریں؟ چور اس طرح کہے گا۔ کہ کنھیا نے دودھ دہی مکھن چرایا۔ پس ہم چوری کیوں نہ کریں؟ نشہ باز یوں کہے گا۔ کہ مہادیو بھانگ کھاتا تھا۔ دھتورہ پیتا تھا سو ہم نشہ کی چیزیں جتنی ہم کو چاہیے کیوں نہ کھائیں اور پئیں؟ پس ہم اُن کی بدچالی کہاں تک بیان کریں۔

جو مجھ بیچارے کی خبر لے۔ اس عرصہ میں ایک برہمن آیا۔ اور پوچھا کہ کیوں ایسے روتے دھوتے ہو۔ وہ بیچارہ بولا کہ پیاس کے مارے مرا جاتا ہوں مجھے پانی کہاں سے ملے۔ برہمن مذکور بولا کہ مجھ کو کچھ پیسہ دو تو بتلاؤں گا۔ نہیں تو نہیں۔ وہ غریب بولا کہ آپ پیسہ لیجئے اور جلد بتا دیجئے۔ برہمن نے پیسہ لے کر کہا۔ کہ سامنے چلا جا تھوڑی دور پر ایک تالاب ہے وہاں جا کر پیو۔ یہ کہکر وہ چلا گیا۔ بیچارے نے جانا کہ اب کلیجہ ٹھنڈا ہوگا اور پانی پینے کی اُمید سے اُس کے جی میں جی آیا۔ آپ کو سنبھال کر بمشکل اُس جگہ پر جو برہمن مذکور نے بتلائی تھی پہنچا تو کیا دیکھا کہ تالاب تو ہے لیکن اُس میں پانی کی جگہ کیچڑ ہے۔ اب اس کی تمام اُمید جاتی رہی۔ لیکن پیاس بنی رہی۔ وہ لاچار ہو کے جان سے ہاتھ دھو کے مایوسی کے دلدل میں پھنست جاتا ہے۔ دیکھو تم لوگوں کی یہی حالت ہے۔ کہ جو اپنے ہندو مذہب میں نجات کی تلاش کرتے ہو۔ اگر تم میں سے کوئی سچے دل سے پوچھے۔ کہ میرے گناہ کا بوجھ کون اُتارے گا اور نجات کی خواہش کون پوری کرے گا۔ تو وہ اس ہندو مذہب کے ویرانہ میں اپنی اُمید حاصل نہ کرے گا۔ بلکہ وہ اِدھر اُدھر ٹٹولتا بھٹکتا پھریگا۔ لیکن راہ نجات اور آب حیات نہ پائیگا۔ جو کچھ تجویز وہ کرتا ہے۔ اور جس پر وہ اپنی نجات کا بھروسا رکھتا ہے سو دھوکے کی ٹٹی کی مانند ہے۔ پھر جو گرو کے گیان کے کنوئیں میں سے وہ نجات کی پیاس بجھایا چاہے۔ تو کیا دیکھتا ہے۔ کہ گرو آپ اندھے ہیں اور اُن کا گیان سوکھے کنوئیں کی مانند ہے۔ یہ تو سچ ہے۔ کہ پیسے کے لالچ سے گرو لوگ بہت تدبیریں بتلایا کرتے ہیں۔ کہ دان پُن کرو۔ اشنان کرو۔ تیرتھ کو جاؤ۔ اور ایسے ایسے بہت سے کام کرنے کو سکھاتے ہیں۔ لیکن ان سب تدبیروں سے کبھی کسی کو نجات حاصل نہ ہوئی۔ اور نہ ہو سکتی ہے۔ اسی سبب سے بہت لوگ تمہارے درمیان ایسی حالت میں ہیں۔ کہ جب دیکھتے ہیں کہ ہماری دینداری اور نجات کے وسیلے سب بے فائدہ ہیں تو یہ کہکر کہ جو ہوگا سو ہوگا ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔

تمہارے دیوی دیوتاؤں کے چھل فریب جھوٹ۔ چوری۔ بدفعلی اور عیاشی دیکھکر ہم کہتے ہیں۔ کہ جب تک تم لوگ اُن کو مانو گے تب تک اُن سے بہتر کیونکر ہو گے۔ جیسا دیوتا ویسا پجاری۔ جیسا گرو ویسا چیلہ۔ سو جب تک اُن کو اپنے دل سے دور نہ کرو گے تب تک اُن کی مانند بدیاں جو تم میں اثر پذیر ہیں وہ کیونکر دور ہوں۔ اور عقل و تمیز کیونکر حاصل ہوگی۔

اب اے دوستو تم تمہارے خاص دھرم کی باتوں کو دھرم تلا پر تول چکے اور وہ ہلکی نکلیں۔ اب جو تم تعصب کر کے اپنی آنکھیں بند اور اپنا دل سخت کرو تو جانو گے اور گناہ سے رہائی پانے اور نجات حاصل کرنے کا وسیلہ ہندو مذہب میں موجود نہیں ہے۔ اس پر بھی جو اپنی آنکھیں بند کرو۔ اور ضد سے اپنی بات پہ رہو تو سچ جانو کہ تم دیدہ و دانستہ اپنی روح کو ہلاک کرتے ہو جو تم دھوپ میں کھڑے ہو کے اور آنکھیں بند کر کے کہتے ہو کہ آسمان میں آفتاب نہیں ہے تو تم کیا کہیں۔

دوہا

مورکھ کیا سمجھائیے گیان گانٹھ کو جائے
کوئلا نہ ہووے ہے اجرا دس من صابن لائے

جو کوئی تم میں سے اپنے گناہوں سے پشیمان ہو کے ہندو مذہب میں گناہ کی مغفرت اور نجات کی تلاش میں ہو تو وہ ایسا ہے کہ جیسا آدمی سر پہ بوجھ لئے بھوکا پیاسا اور حیران و پریشان ایک بڑے ویرانہ میں بھولا بھٹکا پھرتا ہے۔ اور چلتے چلتے اس کے پاؤں کانٹوں سے زخمی ہو گئے۔ اور دوپہر دھوپ کے مارے وہ گھبرا کے اِدھر اُدھر دیکھتا ہے کہ کوئی آرام کی جگہ یا درخت نظر پڑے۔ جس کے سایہ میں دم لے۔ اتنے میں دور سے اُس کو سا کچھ نظر آیا۔ پر جب نزدیک پہنچا تو دھوکا نکلا۔ پیاسوں مرتے مرتے اُس نے دور سے ایک کنواں دیکھا اور خوش ہو کے بمشکل تمام وہاں پہنچا اور لوٹا ڈوری نکال کر چاہا کہ پانی بھر کر زبان تر کرے۔ لیکن کنواں اندھا اور سوکھا پایا۔ افسوس کھا کر ہاتھ ملنے لگا۔ اور غش کا ماندہ ہو کے گر پڑا اور چلانے لگا۔ کہ کوئی نہیں

ہیں نہ ذات نہ نام نہ درجہ کا لحاظ ہے۔ اس کے سامنے تمام آدم زاد ایک ہی ذات یعنی گنہگار ٹھیرے۔

ہم لوگوں کی نصیحت کے لئے خدا نے دس حکم بھی دیئے ہیں۔ اور جو انہیں عدول کرتے ہیں گنہگار ہوتے ہیں۔ اب ہم بتلاتے ہیں۔ کہ گناہ کیا ہے۔

جو کوئی اندیکھے خدا کو چھوڑ کر کسی دیوی دیوتا کو مانتا اور اُن کی پوجا کرتا یا کرواتا ہے۔ اور کسی کی مورت کو ڈنڈوت کرتا یا کرواتا ہے سو گنہگار ہے۔ جو خدا کا نام بے جا لیتا ہے اور بغیر دل لگائے اس کو جپتا ہے یا اُسے جھوٹھ پر لیتا ہے وہ گنہگار ہے۔

جو اپنے ماں باپ اور بڑوں کو عزت نہیں دیتا پر اُن کو حقیر جانتا ہے سو بُرا کرتا ہے۔ تمہیں معلوم ہے۔ کہ بہت لوگوں کا یہ حال ہے۔ کہ اپنے بوڑھے ماں باپ پر غصہ ہوتے اور اُن کو گالی دیتے بلکہ اُنہیں کھانے کو نہیں دیتے ہیں۔ ہاں جب تک وہ زندہ رہتے انہیں دُکھ اور تکلیف دیتے ہیں۔ پھر جب وہ مر جاتے ہیں تب اُن کا سرادھ کرنے کے لئے گیا کو جاتے ہیں۔ اور اُن کے نام کی عزت کرنے لگتے ہیں۔

چوپائی

جیوت پتا سے دنگم دنگا۔ مرتے پتا پہنچائے گنگا
جیوت پتا کی پوچھی نہ بات۔ مرتے پتا کو دال اور بھات

کہو یہ اُلٹی اور بُری بات ہے کہ نہیں۔ جب تک ماں باپ زندہ رہیں۔ اُن کی خدمت کیا چاہئے اور جب مر جائیں تب خدا کے ہاتھ میں اُن کو چھوڑنا چاہئے۔ لیکن شیطان نے اُن کے دل میں یہ بات ڈالی ہے۔ کہ جو تم اپنے ماں باپ اور بڑوں کی خدمت اُن کے جیتے جی نہ کرو۔ بلکہ اُنہیں حقیر جانو تو کچھ مضائقہ نہیں۔ پر جب مر جائیں تب اُن کا سرادھ وغیرہ کرو۔ لحاظ کرو۔ بھائیو یہ رسم کیسی نفرتی اور خدا کی مرضی کے خلاف ہے۔

پھر جو کوئی خون کرے یا کسی سے بُغض یا کینہ رکھے یا دشمنی یا کسی کی بدی چاہے اور جھگڑا لڑائی کرے یا گالی دے یا بے سبب غصہ کرے یا کسی کی حقارت کرے یا ایسا

ظلم کرے۔ کہ جس سے دوسرے کے دل کو ناحق رنجش ہووے یہی گناہ میں داخل ہے۔ تم جانتے ہو کہ بہت سے لوگ اپنے دشمنوں پر غصہ کر کے اُن کی بربادی چاہتے ہیں۔ بلکہ کتنے ایسے خراب اور بدذات ہیں۔ کہ اپنے دشمنوں کو ہلاک کرنے کی اُمید سے دیوی دیوتاؤں کی بہت پوجا کرتے یعنی نذر نیاز گذرانتے ہیں۔ یہ سراسر اُن کی خام خیالی ہے۔ ایسی پوجا اور ایسے پوجنے والوں پر افسوس ہے۔ جو لوگ ایسا کرتے سو خدا کی نظر میں خونی ٹھیرتے ہیں۔

جو لوگ زنا کرتے یا غیر کی عورت کو بدنگاہ سے دیکھتے یا اپنے دل میں بُری خواہش کرتے یا ناشائستہ گفتگو کرتے کہ جن سے سننے والوں کے دل میں بدخواہش ہو سو سب گنہگار ہیں۔

جو چوری یا کسی طرح کی جعلسازی اور دغابازی کرتے ہیں۔ مثلاً کم تولنا یا ڈنڈی مارنا یا کوئی چیز بیچ کر یا اُس میں کچھ ملا کر فروخت کرنا یا بازار کے موافق نہ دینا یا خریدار کو فریب دینے کے لئے ... کا نرخ سے ... چڑھانا۔ جیسا کہ دلال لوٹ کرتے ہیں۔ یا کسی سے زیادہ سود لینا یا کسی کو کھا جانا یا رشوت لینا یا دینا یا جوا اور کسی طرح کا ظلم اور بے ایمانی ہو۔ غرض ایسے ظلم کرنے والے گنہگار ہیں۔ پھر جو کوئی جھوٹی گواہی دیتا یا دلواتا ہے یا جھوٹی قسم کھاتا یا الزام لگاتا ہے یا کسی طرح کا جھوٹھ بولتا ہے یا دوسرے کے مال اسباب کا لالچ کرتا ہے۔ اور خدا کی دی ہوئی چیزوں پر قناعت نہیں کرتا سو گنہگار ہے۔

خدا کے حکموں کا خلاصہ دو باتوں میں ہے۔ وہ یہ ہیں کہ "تو خدا کو اپنے سارے دل سے اور اپنی ساری جان سے اور اپنی ساری عقل سے اور اپنے سارے زور سے پیار کر" اول حکم یہی ہے۔ دوسرا حکم یہ کہ "تو اپنے پڑوسی کو اپنے برابر پیار کر" اب غور کرو کہ جو اپنے خدا کو پیار کرتا ہے۔ وہ کب اُس کو چھوڑ کر کسی مورت کو پوجے گا۔ اور اپنے سچے اور زندہ خدا کی پرستش کیوں نہ کرے گا۔ اور اُس کا نام بے جا کیوں لے گا۔ پھر جو غیروں سے بھی اپنی مانند محبت رکھتا ہے وہ کیونکر کسی سے دشمنی کرے گا یا کسی کی بدی اور کینہ چاہے گا۔ یا جھوٹھ بولے گا۔ الغرض خدا کو پیار کرنا اور غیروں سے بھی محبت رکھنا عین فرض ہے۔ اور جب تک یہ پیار اور محبت تمہارے دل میں نہ ہووے

تب تاسب جو کچھ تم کرتے ہو سو خدا کے سامنے گناہ میں شمار کیا جائیگا۔

اب تم اپنے دل کو آزماؤ اور دریافت کرو کہ ہم نے خدا کی حکم عدولی کرکے گناہ کئے ہیں کہ نہیں۔ ایک ہی دن میں کتنے گناہ کے کام کرتے اور کتنی گناہ کی باتیں بولتے اور کتنی گناہ کی خواہشیں کرتے ہو۔ پس اپنی پیدائش سے لیکر آج تک جو جو گناہ کرتے چلے آئے ہو وہ کتنا جمع ہوا ہوگا۔ اس میں کچھ شک نہیں۔ کہ تمہارے گناہ بے شمار ہیں۔ پھر یہ سب جو تم نے خیال اور قول اور فعل سے کئے ہیں۔ چاہے کوئی جانے یا نہ جانے۔ مگر خدا سے ایک بھی پوشیدہ نہیں ہے۔ کیونکہ وہ عالم الغیب اور ہمہ دان ہے۔ کہ اس کے سامنے کوئی بات چھپی نہیں ہے۔ خدا نے جب دنیا پر نظر کی۔ تو کیا دیکھا کہ سب لوگوں نے میرے حکموں کو ٹال دیا بلکہ گناہ کے دریا میں ڈوب گئے ہیں۔ تب اس نے کہا کہ تیرے چاہئے عدالت اور انصاف کے مطابق گناہ کی سزا دیا جاوے۔ لیکن جیسا کہ خدا راست اور عادل ہے ویسا ہی رحیم و کریم بھی ہے۔ اس لئے اس نے جب دیکھا۔ کہ ساری دنیا کے آدمی گناہ میں پھنسکر بگڑ گئے اور واجب سزا ٹھہرے تب اپنی بڑی رحمت سے گنہگاروں کے بچانے کے لئے ایک نجات کی راہ ظاہر کی کہ جس سے بنی آدم گناہ کی سزا اور اس کے اثر سے رہائی پاویں۔

اب ہم بتلاتے ہیں کہ گناہوں کی معافی اور نجات پانے کا وسیلہ کون سا ہے دل لگا کر سنو خدا کا اکلوتا بیٹا خداوند یسوع مسیح ہے جو اپنی کمال شفقت سے آسمانی شان و شوکت کو چھوڑ کر اس جہان فانی میں انسان کی صورت ہوکر آیا۔ تاکہ گنہگاروں کی سزا جو خدا نے مقرر کی اپنے اوپر اٹھا لے اور اس طرح سے انہیں نجات بخشے۔ اب جو تم دریافت کیا چاہتے ہو کہ خداوند یسوع مسیح کون ہے اور اس کا حال کیا ہے تو تم اس کا بیان اب کرتے ہیں زمانہ قدیم سے پیشتر جب سے گناہ دنیا میں آیا۔ نبیوں کی معرفت پیشخبری ہوتی [illegible] کہ خدا اپنے بیٹے یسوع مسیح کو جو کنواری مریم سے پیدا ہوگا۔ دنیا کی نجات کے لئے بھیجیگا۔ اور لوگ اس کی انتظاری کرتے تھے۔ جب وقت پہنچا تب وہ یہوداہ ملک کے شہر بیت لحم میں مجسم ہو کے ظاہر ہوا۔ کچھ شان و شوکت سے نہیں۔ لیکن غریبی اور پست حالی میں کیونکہ

اس کی یہ مرضی تھی۔ کہ دنیا کے غریب اور لاچار گنہگاروں کو نجات کی دولت بخشنے کی خاطر [illegible] غریب اور پست حال ہو جاوے۔ رام۔ کرشن۔ مہادیو وغیرہ کی مانند وہ عیش و عشرت اور جلال [illegible] دغا و فریب کرنے اور کسی کو مارنے بگاڑنے نہیں آیا۔ پر گنہگاروں کے [illegible] کے لئے انسان کی صورت میں ظاہر ہوا۔ وہ تمہارے اوتاروں سے موافق گنہگاروں [illegible] ہلاکت کو نہیں۔ پر ان کے گناہ کے مارنے اور گنہگاروں کو گناہ سے چھڑانے آیا۔ [illegible] ہر ایک گناہ سے پاک رہا اور ہمیشہ نیک کام اور نیک نصیحت کرتا رہا۔ اپنے کلام [illegible] نے اندھوں کی آنکھیں اور بہروں کے کان کھول دیئے۔ لنگڑوں کو پاؤں اور گونگوں [illegible] سب طرح کے بیمار اور بیمار آزار یسوع مسیح کے پاس آتے اور اس نے ان [illegible] بخشی۔ کوڑھیوں نے اس کی دہائی دی کہ اے خداوند ہم پر رحم کیجئے اور اس نے ان کو [illegible] جاتا رہا۔ دیوانے بھی اس کے پاس آتے اور اس نے طرف ان بدروحوں کو [illegible] نکل گئیں۔ اس نے مُردوں کو بھی اس طرح زندہ کیا۔ کہ جس طرح ہم کسی کو [illegible] سے جگاتے ہیں۔ پھر جو لوگ اسے برا کہتے اور ستاتے تھے ان کے ساتھ بھی بھلائی [illegible] گالی کھا کے وہ گالی نہ دیتا تھا۔ دکھ پا کر کسی کو دکھ کا تا نہ تھا۔ اس دنیا کی بزرگی [illegible] ناچیز جان کر وہ پرہیز کرتا تھا میں خدمت کروانے نہیں بلکہ خدمت کرنے کو اور بہتوں [illegible] اپنی جان دینے کو آیا ہوں۔ اور خداوند یسوع مسیح کسی آدمی کی قدر و منزلت پر [illegible] نہیں کرتا تھا۔ بڑا یا چھوٹا۔ شریف یا رذیل عقلمند یا جاہل۔ دولتمند یا مفلس [illegible] عورت۔ لڑکے یا بالے جو اس کے پاس آتے تھے۔ کہ اپنی بیماری سے آرام پاویں [illegible] کی نصیحت سنیں وہ کبھی کسی کو نکال نہ دیتا تھا۔ عالم الغیب ہو کر وہ ہر ایک [illegible] حال جانتا تھا۔ کہ کون آدمی سچے دل سے میرے پاس آتا ہے۔ اور کون مکر و فریب [illegible] ہے۔ پس جو مکار تھے کیسے ہی نامور کیوں نہ ہوں ان پر وہ افسوس کرتا تھا۔ [illegible] دل سے آتا تھا۔ کیسا ہی بڑا گنہگار کیوں نہ ہو۔ خواہ مرد خواہ عورت وہ [illegible] اور گناہ کو دور کرتا تھا۔ جو لوگ بیمار و لاچار ہو کر مسیح کے پاس آتے تھے [illegible] جاتے تھے [illegible] جو اپنے گناہوں کے سبب بے قرار تھے۔ اور دردو کے

کے سبب اُس کی گواہی دیتے تھے۔ وہ گناہوں سے معافی پاکر اُس کو مبارک کہتے ہوئے گھر چلے جاتے تھے۔

خداوند یسوع مسیح کی نصیحت بھی ایسی تھی۔ کہ لوگ تعجب کرکے کہتے تھے کہ وہ ہمارے فقیہوں یعنی عالموں کی مانند نہیں بلکہ اختیار والے کے طور پر سکھاتا ہے۔ اس کی نصیحت میں سے دو چار باتیں ہم لکھتے ہیں۔

ایک جگہ اُس نے کہا ہے "مبارک وہ جو دل کے غریب ہیں کیونکہ آسمان کی بادشاہت اُنہیں کی ہے۔ مبارک وہ جو غمگین ہیں۔ کیونکہ وہ تسلی پاوینگے۔ مبارک وہ جو حلیم ہیں۔ کیونکہ وہ زمین کے وارث ہونگے۔ مبارک وہ جو راستبازی کے بھوکے اور پیاسے ہیں۔ کیونکہ [illegible] آسودہ ہونگے۔ مبارک وہ جو رحمدل ہیں۔ کیونکہ وہ خدا کو دیکھیں گے۔ مبارک وہ صلح کرانے والے ہیں۔ کیونکہ وہ خدا کے فرزند کہلائیں گے۔ مبارک وہ جو راستبازی کے سبب ستائے جاتے ہیں۔ کیونکہ آسمان کی بادشاہت اُنہیں کی ہے۔

دوسری جگہ خداوند نے یوں کہا کہ "تم سُن چکے ہو کہ کہا گیا اپنے پڑوسی سے دوستی رکھو اور اپنے دُشمن سے عداوت۔ پر میں تم سے کہتا ہوں کہ اپنے دشمنوں کو پیار کرو جو تم پر لعنت کریں اُن کے لئے برکت چاہو جو تم سے کینہ رکھیں اُن کا بھلا کرو اور جو تمہیں دُکھ دیں اور ستائیں تم اُن کے لئے دُعا کرو تا کہ تم اپنے باپ کے جو آسمان پر ہے فرزند ہو۔ کیونکہ وہ اپنے سُورج کو بدوں اور نیکوں پر اُگاتا ہے۔ اور راستوں اور ناراستوں پر مینہ برساتا ہے۔

پھر ایک وقت خداوند نے یوں فرمایا کہ "اگر تم توبہ نہ کرو اور چھوٹے لڑکوں کی مانند نہ ہو۔ تو آسمان کی بادشاہت میں ہرگز داخل نہ ہوگے۔" اس کا مطلب یہ ہے کہ تم اپنا سارا غرور یعنی نام اور ذات اور خاندان کا فخر اور اپنے ثواب کا بھروسا نہ چھوڑو اور چھوٹے بچے کی مانند غریبی اور فروتنی کے ساتھ خدا کو نہ مانو تو نجات نہ پاؤ گے۔ ایک پنڈت جو نجات کا مشتاق تھا۔ یسوع مسیح کے پاس آیا۔ اُس سے خداوند نے یہ کہا کہ میں تجھے سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر کوئی از سرِ نو پیدا نہ ہو یعنی اُس کے دل کا حال [illegible]

[illegible] بدلا ہو اور وہ سچے خدا کی طرف رجوع نہ لائے، خدا کی بادشاہت کو دیکھ نہیں سکتا ہے۔ جو جسم سے پیدا ہوا جسم ہے اور جو رُوح سے پیدا ہوا رُوح ہے۔" اسی پنڈت [illegible] یہ بھی کہا کہ "خدا نے جہان کو ایسا پیار کیا ہے۔ کہ اُس نے اپنا اکلوتا بیٹا بخشا تاکہ جو کوئی اُس پر ایمان لائے ہلاک نہ ہو۔ بلکہ ہمیشہ کی زندگی پائے۔ کیونکہ خدا نے بیٹے کو جہان میں اس لئے نہیں بھیجا۔ کہ جہان پر سزا کا حکم کرے۔ بلکہ اس لئے کہ جہان اس کے سبب سے نجات پاوے۔"

[illegible] خداوند یسوع مسیح کی نصیحت کے خزانہ میں سے یہ دو چار باتیں لکھی [illegible] جو زیادہ دیکھنا چاہو تو کتاب مقدس کے اس حصّہ کو جس میں خداوند یسوع مسیح [illegible] پڑھو۔ اور وہ کتاب پادری لوگوں کی معرفت مل سکتی ہے۔

[illegible] ایسی نیکی اور پیار سے کام کرکے اور دین حق کی نصیحت کرکے خداوند یسوع مسیح [illegible] اپنی قدرت اور جلال ظاہر کرتا رہا۔ بارہا اس نے اپنے شاگردوں سے [illegible] کہ وہ دن آتا ہے۔ کہ جس میں میرے دشمن مجھے پکڑینگے اور ماریںگے [illegible] پھر جی اُٹھونگا۔ اگر میں چاہوں تو اپنے کو بچاؤں۔ لیکن دُنیا کی نجات [illegible] ہوگی۔ اس لئے میں اپنی خوشی سے اپنی جان قربان کرونگا۔ جیسا [illegible] ویسا ہی ہوا اُس نے اپنے آپ کو شریر لوگوں کے ہاتھ میں دیا [illegible] مار ڈالنے کے لئے پکڑا اور اُس میں کوئی بُرائی نہ پائی۔ تب جھوٹے [illegible] اُسے تقصیروار ٹھیرایا۔ پھر اُس کے کوڑے مارے۔ اور بہت [illegible] اُس پر کی تو بھی خداوند یسوع مسیح کچھ نہیں بولا۔ پھر اُنہوں نے ایک [illegible] ایک لکڑی آڑی جڑی تھی زمین میں گاڑ کے کھڑی کی۔ اور اُس [illegible] خداوند یسوع مسیح کو چڑھایا اور اُس کے ہاتھ پاؤں میں کیلیں ٹھونک [illegible] وہ اپنا خون بہا کے کئی گھنٹے تک صلیب پر رہا۔ اُس کے دُکھ دینے [illegible] ٹھٹھا کرتے تھے۔ لیکن خداوند یسوع مسیح مصیبت کی حالت میں ہوکے [illegible] اے باپ اُن کو معاف کر۔ کیونکہ وہ نہیں جانتے کہ کیا کرتے

رہا۔ پھر دوپہر کے وقت یکایک بڑا اندھیرا چھا گیا۔ اور تین گھنٹے تک برابر پڑا رہا۔ تب خداوند نے یہ
کہا کہ "پورا ہوا" اور اے باپ میں اپنی رُوح تیرے ہاتھ میں سونپتا ہوں" اور یہ کہہ کے جان دی۔
اُس کے مرتے وقت زمین ہل گئی۔ اور پتھر تڑک گئے اور بہت قبریں کھل گئیں اور اُن میں سے کتنے
مُقدس لوگ جو گاڑے گئے تھے وہ زندہ اُٹھے اور بہت لوگوں کو دکھائی دیئے۔

تب دو اشراف آدمیوں نے جو خداوند کے شاگرد تھے بے خوف ہو وہاں کے حاکم کے پاس جا
کے خداوند کی لاش مانگی۔ اُنھوں نے ہاتھ پاؤں سے کیلیں نکال کے لاش کو صلیب پر سے
اُتار کے کفن میں لپیٹا اور ایک قبر میں جو پہاڑ میں کھدی ہوئی تھی رکھا۔ پھر اُس کے دشمنوں نے
قبر کے مُنھ پر بڑے بھاری پتھر رکھکر سپاہیوں کا پہرہ مقرر کیا۔ کہ اُس کی رکھوالی کریں۔
پھر تیسرے دن یعنی اتوار کی بڑی فجر کو ایسا ہوا کہ زمین کانپ گئی۔ اور وہ قبر کھل گئی کیونکہ
ایک فرشتہ نے آسمان سے اُتر کے پتھر کو قبر کے مُنھ سے سرکایا۔ تب خداوند یسوع مسیح اُس میں سے
زندہ نکل آیا اور چالیس دن تک اپنے شاگردوں کو دکھائی دیا۔ اور اُن سے باتیں کیں۔ پھر ایک
روز شاگردوں کو جمع کرکے اُس نے اُن سے کہا کہ آسمان اور زمین کا سارا اختیار مجھے دیا گیا ہے۔
اس لئے تم جاکر سب قوموں کو باپ اور بیٹے اور رُوح القدس کے نام سے بپتسمہ دے کر شاگرد
کرو۔ اور انھیں سکھلاؤ کہ اُن سب باتوں پر عمل کریں جن کا میں نے تم کو حکم دیا ہے۔ یُوں کہہ کر
اور شاگردوں کو برکت دے کر وہ اُن کے دیکھتے ہی آسمان پر اپنے باپ کے پاس اُٹھ گیا۔

دیکھو پیارو یہ تھوڑا سا یسوع مسیح کا بیان ہے۔ اب اِس پر غور کرو اور اپنے دلوں
میں اُس کو جگہ دو۔ اگر تم پوچھو کہ ایسے راست باز نے کس لئے اتنی مصیبت اور تکلیف
اُٹھائی تو جانو کہ اُس نے دُنیا کے گناہوں کی سزا اپنے اُوپر لے کر خدا کو آدمی سے راضی
کرنے کے لئے یہ سب اُٹھایا۔ ایک تمثیل سُنو کہ ایک آدمی نے کسی ساہوکار سے ہزار
روپیہ قرض لئے۔ جب وعدہ گذر گیا تب ساہوکار نے اپنا روپیہ اُس سے طلب کیا۔
اُس بیچارے غریب قرضدار کے پاس کچھ روپیہ کوڑی نہ تھا۔ لیکن ساہوکار اُس کو نہیں چھوڑتا
تھا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ ہزار روپیہ اور اُس کا سود لینا میرا حق ہے اس میں قرضدار کے کسی
دوست نے جو مقدور والا تھا ساہوکار کے پاس جاکے کہا آپ کا روپیہ اور سود جو بیچارے غریب

پر آتا ہے ہم اپنے روپیہ سے ادا کریں گے ساہوکار نے بہت خوش ہوکے اپنا روپیہ
لیا اور اس قرضدار کو فارغ خطی لکھ دی۔ اس طرح قرضدار کا قرض اُس کے دولت مند
دوست کے وسیلہ سے ادا ہو گیا اور اُس قید سے جو قرض کے سبب سے ملتی رہائی
پائی۔ کیو کیا وہ قرضدار خوش نہ ہوگا۔ وہ بہت ہی خوشی کریگا۔ کیونکہ جانتا ہے جو قرض کہ
مجھے ادا کرنا واجب تھا مجھ سے نہ ہو سکا۔ سو میرے مہربان دوست نے ادا کیا۔ اور
میں نے آزادی پائی۔ کیا وہ اُس نیک شخص کا احسان نہ مانیگا اور اُس کو پیار نہ کریگا؟
دیکھو اسی طرح سے ہم تم سب کے سب گناہ کے سبب خدا کے حضور میں اُس
قرضدار کی مانند گنہگار ہوگئے۔ یعنی گناہ کا بوجھ قرض کی مانند ہے۔ اور اُس کے ادا کرنے
کو تمہارا ثواب اور خیرات وغیرہ بے فائدہ اور لاحاصل ٹھیرتا ہے۔ اگر اس پر بھروسا کئے
رہو تو تم روسیاہ اور ناامید ہوکے ضرور جہنم میں پڑوگے۔ کیونکہ خدا سچا انصاف کرنے
والا اور گناہ کی سزا دینے والا ہے وہ اپنا عدل نہ چھوڑیگا۔ بلکہ ضرور گناہ کی سزا دیگا۔ اب
دیکھو کہ ہمارا تمہارا خیرخواہ حقیقی خدا کا بیٹا یعنی خداوند یسوع مسیح ہے۔ اُس کی شفقت اور
محبت بے پایاں ہے اور اُس کا رحم اور کرم بے نہایت اُس نے ہم لوگوں کے گناہ کی
سزا اپنے اُوپر اُٹھا کے بڑی مصیبت پائی اور اپنی جان دی اور اس طرح سے خدا کا
عدل اور انصاف پورا کرکے ہم تم لوگوں کے لئے گناہوں کی معافی اور نجات ابدی تیار
کی۔ اب مناسب ہے کہ تم لوگ اس بات کے سُننے سے خوش ہو جاؤ اور گناہ کی معافی
اور نجات کا تحفہ خداوند یسوع مسیح کے ہاتھ سے لو اور اُس کے شکرگذار ہو۔

دیکھو اُس کا کیسا بڑا پیار ہے۔ کہ تم نے کچھ نیکی نہیں کی ورنہ ایسا ثواب کمایا کہ اُس کے
سبب خدا تم کو پیار کرے بلکہ برعکس اس کے اپنی پیدائش سے لے کر آج تک اپنے خیال
اور فعل اور قول سے گناہ کرتے چلے آئے ہو۔ ہاں اب بھی روز بروز گناہ کیا کرتے ہو اور
خدا کے حکموں کی عدولی کرتے چلے آئے ہو۔ تو بھی وہ تم پر مہربانی کیا کرتا ہے۔ کوئی شخص ہو
اگر تم اُس پر مہربانی کرکے روز بروز کھانے کو دیتے ہو۔ اور ہمیشہ تم ہر طرح سے بھلائی کرتے
ہو اگر وہ تم سے دشمنی کرے اور تمہارا مال چُرائے اور تم کو گالی دے بلکہ ہر طرح سے بُرائی

کرے۔ کیا تم ایسے خراب آدمی کو پیار کرو گے تم نہیں کرو گے بلکہ اُس حرامخور کو نکال کے اپنے
سامنے سے دور کرو گے۔ اب دیکھو اس قصّہ کا حال تمہاری حالت سے مطابقت رکھتا ہے یعنی خدا تم پر ہر روز مہربانی
کیا کرتا ہے اور خوراک و پوشاک گھر برکات لڑکے بالے اور ہر طرح کی نعمتیں عطا کرتا ہے اور تم دن رات اُس
سے مخالفت رکھتے ہو۔ مخالفت یہ ہے کہ جو اُس نے حکم دیا ہے وہی تم نہیں کرتے اور جو فرمایا ہے وہ نہیں کرتے۔ اُس
کا حکم ہے کہ ایک ہی خدا کی پرستش کرنا اور دیوی دیوتاؤں اور مُورتوں کی پوجا نہ کرنا لیکن تم تو کرتے
ہو اور خدا کی پرستش بھلا دیتے ہو۔ اُس کا حکم یہ ہے۔ کہ چوری اور بے ایمانی نہ کرنا اور نہ
کسی کو گالی دینا اور نہ جھوٹ بولنا اور نہ چھل کرنا۔ نہ غرور کرنا نہ خود غرض ہونا اور اور بھی
بہت سے حکم ہیں۔ تم نے ایک بھی سچے دل سے نہ مانا بلکہ رات دن اُن کو توڑتے جاتے ہو۔ کیا
یہ خدا سے مخالفت اور دشمنی کرنا نہیں ہے۔ البتہ اس میں کچھ شک نہیں ہے کہ تم خدا سے
ہر صورت دشمنی کرتے ہو۔ کیا خدا اس سبب سے تم سے بھی دشمنی رکھتا ہے۔ کوئی نہیں کہہ
سکے گا۔ وہ دشمنی کرتا ہے۔ کیونکہ اُس کی محبت ہر طرح سے ظاہر ہے۔ اور وہ سب کو پیار
کرتا ہے۔ بلکہ پیار ہی کے سبب سے جو اُس کا سب سے زیادہ عزیز تھا تمہیں بخش دیا۔ کوئی
پوچھے کیا دیا تو جواب یہ ہے۔ کہ اُس نے اپنا اکلوتا پیارا بیٹا دیا۔ اور اُسے اس دنیا میں بھیجا۔
کہ اُس نے تم کو گناہ سے اور دوزخ کے عذاب سے بچانے کے لئے بڑی ایذا اور تصدیع
اُٹھائی اور اپنی جان دی تاکہ تمہارے گناہ معاف کرا دے اور تم کو نجات دلائے۔ کیا خدا
کے ایسے پیار اور محبت پر سوچنے اور اُس پر غور کرنے سے تمہارا پتھر سا دل موم نہیں ہو جاتا
ہے۔ جو ایسی محبت کی سرگرمی سے وہ موم نہ پگھل جائے۔ تو پھر کس چیز سے ہوگا۔ اور جو کسی
بات سے ملائم نہ ہو۔ اور تم خدا کے پیار کو نہ پہچانو تو کیا مناسب نہیں کہ خدا اپنا غضب تمہارے
اُوپر نازل کرے اور نہیں جہنم نصیب ہو۔ پس اگر تم خدا کے پیار کو اپنے دل میں جگہ نہ دو گے تو
وہ ضرور ایسا ہی کریگا۔

پھر خداوند یسُوع مسیح کے پیار پر بھی غور کرو کہ خدا نے جب دیکھا۔ کہ دُنیا کے لوگ
گناہ کے سبب سے خراب ہو گئے۔ اور میرے حکموں پر کوئی عمل نہیں کرتا اور میری پرستش
کو انکار کر کے بناوٹی ہوئی چیزوں کی پوجا کرتے ہیں۔ تو اپنے عدل و انصاف کے مطابق تمام

دُنیا کے لوگوں کو سزا دینے کو تھا۔ اب خداوند یسُوع مسیح کا پیار اس مقدمہ میں دیکھو کہ جب
اُس نے دیکھا کہ دُنیا کے لوگ سزا پانے کے لائق ٹھہرے تو وہ درمیانی ہو کر خدا باپ سے کہا۔
کہ اے باپ دُنیا کے لوگوں نے بہت ہی گناہ کیا اور بڑی بھاری سزا کے لائق ٹھہرے
ہیں لیکن میں اُن کا ضامن ہو جاؤنگا۔ اور دُنیا میں جا کر انسان کا جسم لے کر ان کے گناہوں
کی سزا اپنے اُوپر اُٹھاؤنگا اور بڑی مصیبت اور دُکھ سہہ کر اپنی جان اُن کے عوض دے کر
انہیں رہائی دونگا۔ اس سے تیرا عدل و انصاف ثابت رہے گا۔ کیونکہ اُن کے گناہ کی
سزا میں ہی نے پائی۔ پھر تیرا رحم و کرم بھی صاف ظاہر ہوگا۔ کیونکہ میرے وسیلے سے تو
گنہگاروں کو بخشے گا۔ اور اُن کو نجات مل سکے گی۔ کہ اُن کے گناہ کی سزا میں اپنے
اُوپر لے چکا اور اپنے ثواب کا پھل جو میں مصیبت اُٹھانے اور اپنی جان دینے سے
حاصل کر چکا وہ اُن کو دونگا۔ تب تُو انہیں راستباز ٹھہرا کر آخرش بہشت میں قبول کریگا۔
یہ خداوند یسوع مسیح کی باتیں خدا باپ نے پسند کیں اور اس سے کہا کہ تو میرا پیارا بیٹا ہے جس سے
میں خوش ہوں تیری بات میرے ہی دل کی بات ہے تو دُنیا میں جا کے انسان کے جسم میں ظاہر ہو اور اپنے کہنے کے
موافق گنہگاروں کا نجات دہندہ ہو جا اور تیری نیکی اور راستبازی سے اُن کے گناہوں کو بخشونگا۔ اور اُن کی رہائی کرونگا
جو کوئی تیری نیکی اور راستبازی پر اپنی نجات کا بھروسہ رکھیگا وہی نجات پائے گا ÷

دیکھو خداوند یسوع مسیح نے دُنیا میں آ کر انسان کا جسم پکڑا۔ جب آسمان پر تھا۔
تب بڑی خوشی اور جلال میں تھا۔ پر اُس کو چھوڑ کر غریب اور پست حال ہو کے اس دُنیا
میں آیا۔ بہتیرے دُکھ اُٹھائے۔ اور اپنی جان دے دی۔ کیا یہ بڑا پیار ہے کہ نہیں؟ پھر سوچو
کہ کتنا رنج اور دُکھ اس نے بے قصور ہو کے گوارا کیا۔ اور لوگوں کی کیسی عداوت اور دشمنی
اس نے سہہ لی۔ اور خاموش رہ کے گالیاں کھائیں۔ یہ سب کچھ تمہاری نجات کی
خاطر اُٹھایا۔ اس میں بڑا پیار ظاہر ہوتا ہے کہ نہیں۔ وہ بے قصور ہو کے مارا اور کوٹا گیا۔
اس کے سر پر بڑے بڑے کانٹے چبھائے گئے۔ اُس کی پیٹھ پر کوڑے مارے گئے۔
اُس کے ہاتھ اور پاؤں میں کیلیں ٹھونکی گئیں۔ اور اُس کا جسم لہولہان ہو گیا۔ اس کی رگ
رگ میں درد ہوا۔ اور آخرش اُس نے بڑی ایذا میں ہو کے اپنی جان دی۔ یہ سب خداوند

یسوع مسیح نے ہماری نجات کے لئے کیا۔ پس کہو یہ بڑی محبت ہے کہ نہیں۔ اور اس بات پر بھی لحاظ کرو۔ کہ خداوند یسوع مسیح بےگناہ اور پاک ذات تھا۔ بلکہ اس میں گناہ کا نام و نشان بھی نہ تھا۔ پس جو دُکھ اور درد اُس نے اُٹھایا اور مصیبت و موت اُس نے پائی وہ ہمارے تمہارے واسطے تھی۔ ہم تم نے جو گناہ کیا اور گناہ کر کے خدا کے غضب اور بڑی سزا کے لائق ہوئے۔ تو ہم تم لوگوں کے بلکہ دُنیا کے عوض خداوند نے یہ ساری تکلیفیں اور مصیبتیں برداشت کیں۔ پھر ہم تم سے پوچھتے ہیں کہ یہ بڑی محبت ہے کہ نہیں۔ کیا اس پر سوچنے اور غور کرنے سے تمہارا سخت دل ملائم نہ ہوگا۔ پیار سے پیار پیدا ہوتا ہے کیا خداوند مسیح کا پیار تمہارے دل میں پیار پیدا نہ کریگا۔ کیا وہ دل ایسا سخت پڑ گیا۔ کہ پیار اور محبت کی باتیں اس میں تاثیر نہیں کرتیں۔ یا وہ ایسی ہی سرزمین ہے۔ کہ جس میں پیار کا پودا نہیں اُگ سکتا۔ اے پیارو تم اپنا دل کہاں تک سخت کرتے جاؤ گے اگر ایسا ہی ہے تو سمجھ جاؤ کہ خدا کا بڑا غضب تم کو چند دن میں ہلاک کر ڈالے گا۔

تم یہ سچ جانو۔ کہ خداوند یسوع مسیح کو خداوند تعالےٰ نے دُنیا کا نجات دہندہ مقرر کیا ہے۔ صرف ایک ملک کے لوگوں کی خاطر نہیں۔ بلکہ سب ملکوں کے باشندوں کے لئے۔ چنانچہ خداوند نے اپنے شاگردوں کو حکم دیا تھا۔ کہ سب ملکوں میں جا کر نجات کی خوشخبری سُناؤ۔ اس بات پر وے ملک ملک میں یہی دین کو سُنانے گئے۔ اور اُن شاگردوں کی نصیحت سُنکر بہت سے لوگوں نے اپنے باطل مذہب کو چھوڑ دیا۔ اور خداوند یسوع مسیح کے نام اور اُس کے کفارے پر ایمان لا کے اُس کے شاگرد ہو گئے اور تب سے اب تک مسیحی دین ملکوں میں پھیلتا چلا جاتا ہے۔ اور اس ملک میں بھی خدا کی بڑی مہربانی سے پادری لوگ اور اُن کے شاگرد مسیحی دین کی خوشخبری سُناتے ہیں۔

اس رسالے کے ذریعہ سے ہم بھی تم لوگوں کو جو اس کو پڑھو یا سُنو نجات کی خوشخبری دیتے اور دوستانہ کہتے ہیں۔ کہ خداوند یسوع مسیح تم ہندو لوگوں کا بھی نجات دینے والا ہے۔ کہ جیسا گنہگار انسانوں کو چاہئے وہ پاک ذات اور ہر طرح کے گناہ سے منزہ ہے وہ قادرِ مطلق اور رحیم و کریم ہے۔ وہ گناہ کا مخالف ہے لیکن گنہگاروں کا خیرخواہ خوب طرح جو حقیقی

اور خواہشیں دُنیا کے نجات دینے والے کو چاہئیں وہ سب خداوند یسوع مسیح میں موجود ہیں۔ وہ خدا کا سچا اوتار اور دُنیا کا سچا گرو ہے۔ اور جو کوئی اُس کا شاگرد ہوتا ہے۔ اُس کو وہ نجات بخشتا ہے۔

اب تم کو اس بات کی فکر و تلاش چاہئے۔ کہ ہم کیا کریں کہ جس سے ضرور نجات پائیں۔ اس کا جواب کتابِ مقدس کے مطالعہ سے یوں حاصل ہوتا ہے کہ خداوند یسوع مسیح نے فرمایا ہے کہ جو کوئی مجھ پر ایمان لاتا اور بپتسمہ پاتا ہے وہی نجات پائیگا اور جو ایمان نہیں لاتا اس پر سزا کا حکم ہوگا۔ یعنی وہ جہنم میں ڈالا جائیگا۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تم کو بھی نجات پانے کے لئے دو امر ضرور ہیں۔

پہلا امر یہ ہے کہ خداوند مسیح پر ایمان لاؤ۔ اور دوسرا یہ کہ بپتسمہ لو

خداوند مسیح پر ایمان لانے کا مطلب کیا ہے وہ یہ ہے کہ تم اپنے جھوٹے مذہب کو چھوڑ کر اور اپنی نیکی اور ثواب کا بھروسا ترک کر کے اور اپنے گناہوں سے سچی توبہ کر کے صرف خداوند یسوع مسیح کے کفارہ پر اپنی نجات کا بھروسہ رکھو اور دل میں یہ یقین کرو۔ کہ جو ثواب اور نیکی اُس نے کمائی ہے اُس سے ہمارے گناہوں کی معافی ہوتی ہے۔ وہ ہمارا مالک اور اُستاد اور نجات دینے والا ہے۔ ہم سچے دل سے اُس کا دامن پکڑ کے اُس کے شاگرد ہو جائینگے۔

پھر بپتسمہ لینے سے کیا مراد ہے یہ کہ جب کوئی دل کی سچائی سے خداوند کے پیار کو دل میں جگہ دے کر اس کا مرید ہوتا ہے۔ تو اس کو چاہئے کہ اپنے دلی ایمان کو اور لوگوں کے سامنے بھی ظاہر کرے۔ شاید کوئی کہے کہ کوئی دوسرا جانے یا نہ جانے۔ ہم اپنے دل ہی میں خداوند مسیح پر ایمان رکھتے ہیں تو پھر کس لئے ظاہر کرنا چاہئے۔ تو ایسا ایمان سچا ایمان نہیں ہے۔ خداوند نے اپنے دین کا یہ ایک نشان ٹھیرایا ہے۔ کہ جس سے اُس کے ایمان لانے والے شاگرد کی ٹھہرائے ہیں۔ یہ جنتر منتر کی بات نہیں ہے۔ جو تمہارے کان میں پھونکا جائے پر وہ بپتسمہ یعنی اصطباغ کی رسم ہے۔ جو شاگرد ہوا چاہتا ہے وہ اور لوگوں کے سامنے پہلا

اقرار کرتا ہے۔ کہ میں اپنے جھوٹے مذہب کو چھوڑتا اور خداوند یسوع مسیح کا پیرو ہوتا ہوں۔ تب وہ نو مرید خدا یعنی باپ بیٹے اور روح القدس کے نام پر اصطباغ پاتا ہے۔ پھر خداوند کے سب سچے شاگردوں کے دلوں میں روح القدس بودوباش کرتی ہے۔ اور اُس کی تعلیم اور تلقین سے خدا کی شناخت اور محبت میں شاگرد روز بروز ترقی پاتا جاتا ہے اور گناہ سے نفرت رکھکر ہر طرح کے نیک کام کرتا چلا جاتا ہے۔

ان باتوں کو پڑھ کے یا سن کے شاید تم کہو گے۔ کہ ہم جو اپنا ہندو مذہب چھوڑ کے یسوع مسیح کے دین میں آئیں۔ تو اپنی ذات پات اور بھائی بند اور عزیز و اقارب کو چھوڑنا پڑے گا۔ کیونکہ رشتہ داروں کی جماعت سے ضرور نکالے جائینگے۔ بلکہ سب لوگ ہم سے نفرت کریں گے لیکن اے عزیزو اگر تم اپنی روح کی نجات چاہتے ہو تو جو کچھ بھائی بند اور ذات برادری کے لوگ کہیں یا کریں اس کی فکر نہ کرو۔ بلکہ یہ خیال کہ بھائی بند جو ہیں سو کہیں ہم اپنے تئیں جہنم کے عذاب سے بچائیں گے۔ تم یہ خوب جانتے ہو کہ خواہ تم کیسا ہی جھوٹ بولو یا گالی دو یا چوری یا رنڈی بازی یا اور کسی طرح کی بری بات کرو تو کوئی تم کو ذات سے نہ نکالے گا۔ کیونکہ سب طرح کے بدمعاش اور بد لوگ تمہاری ذات میں ہو سکتے ہیں لیکن جو تم اپنی نجات اور ابدی حیات کے لئے جھوٹ اور برائی کو چھوڑنا چاہو تو لوگ تم کو ذات برادری سے نکال دیتے ہیں۔ اس بات کو سوچ کر ہم یہ کہتے ہیں کہ جو کوئی خداوند یسوع مسیح کے دین میں آنے کے سبب ذات برادری سے نکالا جاتا ہے۔ سو مبارک ہے۔ کیونکہ خدا کے مقدس لوگوں میں گنا جائیگا۔ اور ایسی ذات برادری پر افسوس ہے۔

اب اس پر بھی غور کرو کہ کس کی بات بڑی اور قبول کرنے کے لائق ہے۔ خدا کی یا ذات برادری کی۔ تو دل بھی گواہی دیتا ہے۔ کہ خدا کی بات بڑی ہے پس اُس کو ماننا چاہیئے۔ اب ہم سے کہو۔ کہ عاقبت میں خدا یا ذات برادری تمہارے کام آئیں گے۔ کیا تمہارے بھائی بند مرنے وقت تمہارے ساتھ جائیں گے کبھی نہیں۔ پھر جو تم حقیقتاً یسوع مسیح کے شاگرد ہو جاؤ۔ اور لوگ تم کو ذات برادری سے نکالیں اور لعن طعن بھی کریں تو جانو کہ یہ تکلیف چند روزہ ہے اور مرنے کے بعد خدا تم کو بہشت میں جگہ دیگا۔ وہاں ہمیشہ خرسندی